REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۳

شمارہ ۳۵

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک: ۲۰ پاؤنڈ یا ۳۰ ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک: دس پاؤنڈ یا ۱۵ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516.

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۱۶ ربیع الاول ۱۴۱۵ ہجری ۲۵ ظہور ۱۳۷۳ ہش ۲۵ اگست ۱۹۹۴ء

اخبار احمدیہ

لندن ۲۱ اگست (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن حضور انور کی روح القدس سے تائید فرمائے اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔

سرائے خام

منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام
(منقول از سرمہ چشم آریہ صفحہ ۸۹ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

دُنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
نقصاں جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں

زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاتے ہیں
ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہیں

جب اپنے دلبروں کو نہ جلدی سے پاتے ہیں
کیا کیا نہ اُن کے ہجر میں آنسو بہاتے ہیں

پر اُن کو اُس سجن کی طرف کچھ نظر نہیں
آنکھیں نہیں ہیں کان نہیں دل میں ڈر نہیں

ان کے طریق و دھرم میں گو لاکھ ہو فساد
کیسا ہی ہو عیاں کہ وہ ہے جھوٹا اعتقاد

پر تب بھی مانتے ہیں اُسی کو بہر سبب
کیا حال کر دیا ہے تعصب نے ہے غضب

دل میں یہی ہے کہ مرنا نہیں کبھی
ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی

اے غافلاں وفا! نہ کند ایں سرائے خام
دُنیائے دُوں نماند و نماند بہ کس مدام

حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے

سعودی گزٹ کے مذہبی ایڈیٹر کو مناظرے کا چیلنج

لندن (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۳ جولائی کو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں سعودی گزٹ کے مذہبی ایڈیٹر GHALIB JONKER کو جماعت احمدیہ عالمگیر کے سربراہ کے طور پر مناظرے کا چیلنج دیا ہے۔ اور فرمایا کہ درج ذیل شرائط کے ساتھ اگر وہ مناظرے کے لئے تیار ہوں تو ان کے سفر کے اخراجات میں ادا کروں گا۔

شرائط:-

(۱) — پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انجام پر از رو ئے قرآن مجید، احادیث نبویہ، بائیبل و تاریخ **تفصیلی گفتگو** ہو گی۔

(۲) — پھر یہ سوال زیر غور آئے گا کہ آنے والا مسیح کون ہے اور اس کا منصب کیا ہے۔ کیا اس زمانہ کے مسلمانوں کو یہود سے مشابہت ہو چکی ہے یا نہیں۔ نیز اس صورت حال کا حل مسیح کی آمد کے بغیر کیسے ممکن ہے؟ آنے والا مسیح نبی ہے یا نہیں؟ کیا مہدی اور مسیح الگ الگ وجود ہیں یا ایک ہی ہیں؟ کیا ان کی آمد کی علامات بالخصوص کسوف و خسوف کا نشان پورا ہو چکا ہے یا نہیں؟ اس پر بھی بحث ہو گی کہ فرقہ ناجیہ کون ہے؟ ۷۳ فرقوں میں سے ۷۲ کون سے ہیں اور ایک کون سا ہے۔ اس بارہ میں دو ٹوک فیصلہ کرنا ہو گا کہ یہ بات مہمات اسلام میں سے ہے یا نہیں۔

(۳) — ان ساری بحثوں کو مکمل کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کردار پر بحث ہو سکے گی اور اس موقع پر فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون کے مطابق دعویٰ نبوت سے پہلے کی زندگی کو زیر بحث لایا جائے گا۔

(۴) — ایک ضروری شرط یہ ہے کہ مناظرہ کے لئے کھلا وقت ہو تا کہ پوری تفصیل سے باتیں ہو سکیں۔

(۵) — مناظرہ کی ایک نہایت اہم اور بنیادی شرط یہ ہو گی کہ سعودی عرب کی حکومت اس بات کی تحریری ضمانت دے کہ وہ اس سارے مناظرہ کو سعودی عرب میں اور اپنے زیر اثر ممالک میں سرکاری ٹیلی ویژن پر دکھائیں گے اس لئے جونکر صاحب پر لازم ہے کہ مناظرہ کے لئے آتے ہوئے سعودی عرب کا سرٹیفکیٹ لانا نہ بھولیں۔

آخر میں حضور انور نے اس اتہام کا بھی ذکر کیا کہ اسرائیل نے ایم۔ ٹی اے۔ کے لئے جماعت احمدیہ کو ۱۸ ملین ڈالر کی امداد دی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس دروغ بے فروغ کا ہماری طرف سے ایک ہی جواب ہے کہ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔"

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۵ ظہور ۱۳۷۳ ہش

اب عرب مُلّاؤں میں بھی بے چینی

حال ہی میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے کامیاب پروگراموں کو دیکھ کر جہاں برصغیر ہندو پاک کے ملاؤں کے نام نہاد اداروں میں نام نہاد تشویش پائی جاتی ہے وہاں اب عرب ملاؤں میں بھی اس سلسلہ میں بے چینی بڑھنی شروع ہو گئی ہے چنانچہ اس شمارہ میں دوسری جگہ ہم روزنامہ "پاسبان" بنگلور کے حوالہ سے ایک خبر کی فوٹو کاپی شائع کر رہے ہیں جس میں سعودی گزٹ کے حوالہ سے شائع شدہ ایک خبر میں سعودی عرب، مصر، متحدہ عرب امارات اور ترکی کے علماء کی اس بے چینی کا اظہار کیا گیا ہے۔ جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی روزانہ بارہ گھنٹے کی نشریات کے نتیجہ میں ان کے دل و دماغ میں پائی جاتی ہے۔ بقول ان کے قادیانیوں کا یہ ٹیلی ویژن مسلمانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ اس لئے اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان مل کر اپنا ایک اسلامی ٹیلی ویژن شروع کریں۔ اور اس میں اسلامی پروگرام دکھائے جائیں۔

اس لحاظ سے عالم اسلام اور دنیا میں موجود ممالک میں مسلمان اقلیت کو پھر بھی احمدیوں کا ہی شکر گزار ہونا چاہیئے۔ جن کے ٹیلی ویژن کے نتیجہ میں ہی عرب و عجم کے "اسلامی علماء" کو اس بات کا خیال ستا رہا ہے کہ وہ بھی مسلمانوں کو اسلامی عقائد اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان میں مسلمان اقلیتوں کو اسلام سکھانے کا جذبہ تھا تو یہ جذبہ پہلے کیوں مرا ہوا تھا اور آج کیوں نیم مُردہ حالت میں جاگنے کی کوشش کر رہا ہے۔ انصاف پسند اور عقل دوست عام مسلمانوں کے لئے یقیناً یہ بھی ایک سوچنے کی بات ہے؟

خبر کے مطابق جو دوسرا غم عربی علماء کو پریشان کر رہا ہے وہ بوسنیا میں احمدی مسلمانوں کی بے لوث خدمت خلق ہے۔ اور چونکہ خدمت کے نتیجہ میں اپنے دلی جوش سے اب تک ہزاروں بوسنیائی احمدی مسلمان بن چکے ہیں تو آج تیل سے مالا مال عرب حکومتوں کو بھی خیال آرہا ہے کہ ہائے افسوس چونکہ بوسنیائی قادیانی ہو رہے ہیں اس لئے ہمیں انہیں قادیانی ہونے سے بچانے کے لئے قادیانیوں سے بڑھ کر خدمت کرنی چاہیئے اور اس کے لئے باقاعدہ پروگرام بنانا کہ احمدی ہونے والے بوسنیائیوں کو لالچ دے کر دوبارہ "مسلمان" بنانے کی کوشش کی جارہی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بوسنیا کے جو لوگ احمدی ہو چکے ہیں وہ ان کی لالچوں اور منافع کے وعدوں کو ان کے منہ پر مار کر کہہ رہے کہ ہم نے احمدیت کو کسی لالچ کے تحت نہیں بلکہ صداقت جان کر قبول کیا ہے۔

پس واضح ہوا کہ بوسنیائیوں کے لئے عربوں کی یہ خدمت انسانی اور اسلامی ہمدردی کے نام پر نہیں بلکہ صرف اس لئے ہے کہ تا وہ کہیں قادیانی نہ ہو جائیں، خیر کچھ بھی ہو اگر اس بناء پر غریب بوسنین پر عربوں کے تیل کے کچھ چھینٹے پڑ جائیں تو شاید اس بہانے ان کی کچھ خدمت ہو جائے، ان کی کچھ مصیبتیں کم ہو جائیں، ان کے آنسو پونچھے جا سکیں لیکن پھر بھی ہمیں اس کی امید بہت کم ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ باتیں صرف اور صرف اخباری بیانات کی حد تک محدود ہیں۔ ماضی کی طرح ان پر ہرگز عمل نہیں ہو سکے گا۔

جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے تو عرب و عجم کے علماء کو یہ بات نہایت دھیان سے سن لینی چاہیئے۔ کہ احمدیوں نے کبھی بھی بوسنیائیوں کی خدمت اس لئے نہیں کی کہ وہ احمدی بن جائیں وہ تو باوجود آپ لوگوں کے گمراہ کرنے کے صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے حسن خلق اور بے لوث جذبۂ خدمت خلق کے نتیجہ میں بالکل اسی طرح احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں جس طرح ایک غریب بڑھیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئی تھی جس کو کفار قریش نے یہ کہہ کر ڈرا رکھا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نعوذ باللہ جادوگر ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجھ سے دبی ہوئی اس بڑھیا کا سامان اُٹھا کر منزل مقصود پر پہنچا دیا۔ تو چونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چہرے سے جانتی نہیں تھی۔ اس نے اس خدمت کے عوض میں آپؐ کو یہ نصیحت کی کہ اے نوجوان میں غریب بوڑھی اس خدمت کے معاوضہ میں تجھے کچھ دے تو نہیں سکتی لیکن اتنی نصیحت ضرور کرتی ہوں کہ مکہ میں محمدؐ نام کا ایک جادوگر ہے۔ جو اپنے جادو کے زور سے اپنے گمراہ دین کی طرف لوگوں کو کھینچ لیتا ہے۔ تو اس سے بچنا یہ سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا اے بزرگ خاتون! وہ محمد تو میں ہوں بڑھیا سن کر سخت متعجب ہوئی۔ اور بولی کہ اگر تو محمد ہے تو خدا کی قسم تیرا جادو مجھ پر بھی چل گیا ہے اور وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔ یہی حال اہل بوسنیا کا ہے ان پر احمدیوں کے خدمت خلق کا جادو چل چکا ہے اب تم جو چاہے کرو تمہاری قسمت میں سوائے محرومی اور ناکامی کے کچھ نہیں کیونکہ تمہارا ٹیلی ویژن کے ذریعہ مسلمانوں کی خدمت کرنا یا بوسنیا میں بوسنیا کے مسلمانوں کی خدمت کرنا بے لوث نہیں بلکہ محض بغض و عداوت اور انتقامی جذبہ کے تحت ہے اور اس جذبہ کو تو ہمیشہ ہی تلخ پھل لگتے ہیں، اس درخت سے آج تک کسی نے شیریں پھل نہیں کھائے۔

جہاں تک تمہارے اس الزام کا تعلق ہے کہ احمدی اہل بوسنیا کی خدمت یا ٹیلی ویژن کے پروگراموں کی اشاعت اسرائیل، جرمنی اور برطانیہ کی مدد سے کر رہے ہیں جیسا کہ ماہنامہ افکار نئی دہلی کے شمارہ جولائی ۱۹۹۴ء میں ظاہر کیا گیا ہے اسی طرح روزنامہ سعودی گزٹ یکم اپریل ۹۴ء کے حوالہ سے بتایا گیا ہے کہ جماعت کو ۱۹۸۶ء میں اسرائیل کے وزیر اعظم نے ایک ملین امریکی ڈالر کی رقم مشن کے مقاصد کے لئے دی تھی تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ اگر آپ لوگ اپنے اس بیان میں سچے ہیں اور جھوٹ نہیں بول رہے ہیں تو آپ لوگوں کو خدا کی قسم ہے کہ وہ دستاویزی ثبوت پیش کریں جو اسرائیل برطانیہ یا جرمنی سے آپ لوگوں نے چرا کر یا کسی بھی طرح حاصل کئے ہیں۔ اور جن کی بنیاد پر آپ لوگ کہتے ہو کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا اور اسرائیل کی ایجنٹ ہے۔ صحیح اصولوں اور انسانی شرافتوں کو بالائے طاق رکھ کر گندی سے گندی بازاری زبانوں میں سو سال سے بلا ثبوت زبانی دعوے کرتے چلے آرہے ہو۔ اگر واقعی تم لوگ "قادیانیوں" کو "مسلمان" بنانا چاہتے ہو تو تمہارا فرض ہے کہ ثبوت پیش کرو قادیانی خود بخود تمہارے ساتھ مل جائیں گے لیکن ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ اور ہرگز ہرگز اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکو گے اور اس خدائی انعام کے حقدار ہو جس کا ذکر قرآن مجید میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے الفاظ میں موجود ہے

(منیر احمد خادم)

یہ تو سُنّت ہے خُدا کی ......

خونِ دل سے ظلم کی تفصیل لکھی جائے گی
جب ہمارے دور کی انجیل لکھی جائے گی
کب جنونِ عشق کے انداز سمجھے جائیں گے
کب کتابِ عشق کی تسہیل لکھی جائے گی
کب شکستِ لفظ کا اعجاز سوچا جائے گا
اور حرفوں کی نئی تشکیل لکھی جائے گی
منصفوں کے ہاتھ سے انصاف کب ہوگا رقم
ظالموں کے حق میں کب تذلیل لکھی جائے گی
یہ تو سُنّت ہے خدا کی اس سے بچ جاؤ گے کیا؟
ظالمو! پھر سورہ الفیل لکھی جائے گی

(پرویز پروازی)

فونوگراف سے ڈش انٹینا تک

از ـــ سیدہ نسیم سعید

اشاعت دین کے لئے جو خواہش حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں فونوگراف کی شکل میں پیدا ہوئی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زندگی میں لاؤڈ سپیکر اور ٹیپ ریکارڈر کے رنگ میں ڈھلی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دل میں احمدیہ مسلم ریڈیو سٹیشن کے قیام کی خواہش بنی وہ عالمگیر غلبہ اسلام کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو آڈیو ٹیپس اور پھر ویڈیوز اور ڈش انٹینا پر مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی صورت میں خدا تعالیٰ نے عنایت فرمائی ہے

گلشن احمد بنے گا رشک باد صبا
جسکی تحریکوں سے نشأت ہے گرفتار بہار

لاریب یہ تحریکیں بار لامکانی نے ہی اپنے پیاروں سے کروائیں۔ آئیے فونوگراف سے ڈش انٹینا تک کا یہ سفر حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں طے کریں۔

فونوگراف سے تبلیغ

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے پاس فونوگراف تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فونوگراف کے بارے میں پتہ چلا حضورؑ نے نواب صاحبؓ کو لکھا کہ "جب قادیان تشریف لائیں تو فونوگراف لیتے آئیں تاکہ آواز بھرنے کا تجربہ کیا جائے" حضرت اقدس کا منشاء تھا کہ حضورؑ کی تقریر بھری جاکر ممالک غیر میں بھیجی جائے کہ امام کی آواز میں خاص برکت اور تاثیر ہوتی ہے۔ تفصیل مندرجہ ذیل سے پڑھنے سے احباب کرام پر آشکار ہوگا کہ حضورؑ کے قلب اطہر میں دنیا کی ہدایت کا کس قدر جوش بھرا ہوا تھا اور حضورؑ ہدایت دینے کا ہر جائز طریق اختیار کرنا چاہتے تھے معلوم نہیں کس کو کس ذریعہ سے ہدایت نصیب ہو جائے۔

یہ امر کسی سے مخفی نہیں کہ فونوگراف اور اس جیسی دیگر اشیاء اکثر لہو و لعب کے طور پر استعمال میں آتی ہیں لیکن جب غیر مسلموں نے اس کے سننے کا اشتیاق ظاہر کیا تو حضورؑ نے اس کو تبلیغ کا ذریعہ بنا لیا۔ حضورؑ کی آواز تو نہیں بھری گئی تھی لیکن جن دو بزرگوں کی آواز بھری گئی افسوس کہ وہ بھی محفوظ نہ رہ سکی سلنڈر جو موم یا مسالحہ کے بنے ہوتے تھے جلد ہی خراب ہو گئے۔ جلیل القدر صحابہ میں سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا مجھے علم ہے کہ دس بارہ سال قبل ایک فرم کی درخواست پر لاہور کی نمائش میں حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کی تھی جس کو فرم نے ریکارڈ کر لیا تھا۔"

(اصحاب احمد حصہ دوم ص ۴۷۴-۴۷۵)

فونوگراف سے متعلق نواب صاحب ۱۵ نومبر ۱۹۰۱ء بروز جمعہ کی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں:

"بعد نماز (صبح)... فونوگراف درست کیئے۔ بعد نماز عصر فونوگراف حضرت اقدس کو سنائے اور دو سلنڈر مولوی عبدالکریم صاحب نے بھرے۔"

اور ۲۰ نومبر کی ڈائری میں رقم فرماتے ہیں:-

"نماز عصر میں حضرت نے فرمایا کہ شرمپت نے کئی دفعہ ہم کو فونوگراف سننے کے لئے کہا ہے۔ پس ہم چاہتے ہیں کہ اس ذریعہ سے ان کو تبلیغ بھی ہو جائے ہم کچھ شعر لکھ دیتے ہیں اور (محبت نوریست درجان محمد) یہ نظم فونوگراف میں بند کی جائے چنانچہ حسب الحکم اشعار بند کئے گئے حضرت اقدس نے چند منٹوں میں ایسے لطیف شعر فرمائے جو نہایت عمدہ بیہر لے اور ہم معنی تھے چنانچہ کوئی ساڑھے چار بجے فونوگراف ایک مجمع میں جس میں ہندو مسلمان تھے صحن بالا خانہ میں سنایا گیا یہ نظم الحکم میں چھپ گئی، (مکرم بھائی عبدالرحمٰن قادیانی فرماتے ہیں۔ "صحن بالا خانہ سے مراد صحن حضرت ام المومنین (اطال اللہ بقاءہا۔ میں بھی اس مجلس میں موجود تھا۔")

(اصحاب احمد ایضاً)

فونوگراف کے ذریعہ دعوت اسلام

ناظرین الحکم غالباً اس خبر سے ناواقف نہیں کہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کا منشاء ہے کہ فونوگراف میں اپنی تقریر بند کر کے دوسرے ممالک میں بھیجیں۔ اس تجربہ کے لئے عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ کی خدمت میں لکھا گیا تھا کہ جب دارالامان آئیں تو اپنا فونوگراف لیتے آئیں چنانچہ وہ لے آئے اور حضرت اقدس کو وہ دکھایا گیا۔

قادیان جیسے گاؤں میں فونوگراف تو ایک عجیب تحفہ سمجھنا چاہیئے اور حقیقت میں وہ عجیب چیز ہے اس لئے جب گاؤں میں یہ چرچا ہوا تو اکثر لوگوں کو اس کو دیکھنے کا خیال پیدا ہوا اگر فونوگراف ایک ایسے معزز و مقتدر انسان کے ہاتھ میں تھا کہ ہر کس و ناکس کو جرأت نہ ہو سکتی تھی کہ وہ جاکر براہ راست عرض کرے اگرچہ نواب صاحب کے اخلاق فاضلہ سے بعید تھا کہ اگر کوئی شریف چاہتا تو وہ نہ دکھاتے مگر لالہ شرمپت رائے (جن کے نام سے الحکم کے ناظرین اور حضرت اقدس کی کتابیں پڑھنے والے خوب واقف ہیں) نے حضرت اقدس کے حضور التجا کی چنانچہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو نماز ظہر کے لئے جب حضرت اقدس تشریف لائے تو آپ نے نواب صاحب ممدوح سے لالہ شرمپت رائے کی درخواست کا ذکر فرمایا نواب صاحب نے منظور فرما لیا مگر اس، قابل قدر اور لائق ذکر یہ بات ہے کہ حضرت اقدس نے سوچا کہ یہ لوگ تو بطور کھیل اور اعجوبہ کے اس کو دیکھنا چاہتے ہیں بہتر ہوگا کہ ہم اسی سے اپنا کام لیں اور ان کو تبلیغ کریں چنانچہ آپ نے یہ تجویز فرمائی کہ اس میں چند شعر جو ہم تیار کر دیتے ہیں بند کئے جائیں اور ایسا ہی پرانی نظموں میں سے اور کچھ قرآن شریف۔ فرمایا مولوی عبدالکریم صاحب بند کریں یا صاحبزادہ سراج الحق صاحب جن کی آواز اچھی ہے۔ آخر مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے ان شعروں کو بند کیا کوئی پانچ ساڑھے چار بجے کے قریب حضرت اقدس کے بالا خانے کے صحن میں فونوگراف رکھا گیا۔ مندرجہ ذیل رقعہ لالہ شرمپت کو لکھا گیا۔

"لالہ شرمپت۔ نواب صاحب کو کہہ کر فونوگراف منگوا لیا ہے جب تمہاری انتظار ہے اگر ملاوامل بھی دیکھنا چاہے وہ بھی آجائے بلکہ اگر پانچ سات اور آدمی آنا چاہیں تو مضائقہ نہیں ہے۔ ہر روز فرصت نہیں ملتی اب فرصت نکالی ہے آنا چاہیئے۔ (مرزا غلام احمد)

(الحکم جلد ۵ ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء)

فونوگراف اور حکیم الامت رضی اللہ عنہ

حضرت حکیم الامت (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) کا ایک مختصر وعظ سورۃ العصر پر فونوگراف میں بند کیا گیا تھا...

(اصحاب احمد ایضاً)

خدا تعالےٰ کی قدرت کہ قربان اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کہ یورپین ممالک میں مامور من اللہ کی آواز جائے کس طرح عظیم الشان طریقے پر خدا تعالےٰ نے پوری کی۔

(ملاحظہ فرمائیے تذکرۃ المہدی ص ۲۴۸، ۲۴۹)

آج نہ صرف یورپین ممالک بلکہ دنیا کے تمام ممالک میں آواز ہی نہیں تصویر بھی مامور کے خلیفہ کی پہنچ رہی ہے

حضرت مصلح موعودؓ اور صوتی ذرائع کا استعمال

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت دین کے لئے صوتی ذرائع کے استعمال کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان بیان فرمایا ہے چنانچہ ۱۹۳۶ء کے جلسہ سالانہ کے افتتاحی خطاب میں لاؤڈ سپیکر کے پہلی بار استعمال کے موقع پر خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا۔

"دوستوں کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ اوقات جلسہ سالانہ کی تقاریر سننے میں صرف کریں اور خود بھی اور اپنے

دوستوں کو بھی ادھر اُدھر پھرنے سے روکیں۔ ایک وقت تھا جب آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے دُور تک آواز نہیں پہنچ سکتی تھی اور دوستوں کا اِدھر اُدھر پھرنا کسی حد تک معذوری میں شامل تھا۔ مگر اب تو خدا تعالیٰ کے فضل سے لاؤڈ سپیکر لگ گیا ہے جس کی وجہ سے آواز بخوبی پہنچ جاتی ہے۔ ایسے موقعوں پر پہلے یہ گھبراہٹ ہوا کرتی تھی کہ دوستوں تک آواز کس طرح پہنچے گی مگر اب تو اگر لوگ میلوں میں بھی پھیلے ہوئے ہوں تو لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ ان تک آواز پہنچ سکتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی تھی کہ مسیح موعود اشاعت کے ذریعہ دینِ اسلام کو کامیاب کرے گا اور قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کا زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس نشان کی صداقت کے لئے پریس جاری کر دیئے اور پھر آواز پہنچانے کے لئے لاؤڈ سپیکر اور وائرلیس وغیرہ ایجاد کرائے اور اب تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے ایسا دن بھی آسکتا ہے کہ ہر مسجد میں وائرلیس کا سیٹ لگا ہوا ہو اور قادیان میں جمعہ کے روز جو خطبہ پڑھا جا رہا ہو وہی سب دنیا کے لوگ سُن کر بعد میں نماز پڑھ لیا کریں۔

(الفضل قادیان دارالامان ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۵)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ لاؤڈ سپیکر کے فائدے پر اس قدر خوش ہوئے اور تمنا کا اظہار فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ دن بھی آئے جب خلیفۂ وقت خطبہ دیں اور سب مسجدوں میں سُنا جا سکے خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کی دلی نیک تمنائیں کس طرح پوری فرماتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور اس کی عقل خدائی کاموں کا احاطہ نہیں کر سکتی۔

احمدیت کی دوسری صدی میں نمایاں اور بابرکت کامیابیوں کی شاہراہ پر پہلا قدم مواصلاتی ذریعہ بن کر سامنے آیا۔ جبکہ دوسری صدی کا پہلا خطبہ مواصلاتی سیارے کے ذریعہ ماریشس اور جرمنی میں بیک وقت سُنا گیا۔

۱۹۹۱ء کے جلسہ سالانہ پر تینوں دن حضور کے خطابات اور کارروائی بیک وقت ۱۱ ممالک میں LIVE سُنی گئی روزنامہ جنگ میں بھی خبر شائع ہوئی کہ۔۔۔ "۱۹۹۱ء کے جلسہ سالانہ انگلستان کی کارروائی کا بیک وقت سات زبانوں میں ترجمہ کیا گیا اور گیارہ ممالک کے احمدیوں نے یہ کارروائی براہ راست سُنی"۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۳۰ جولائی ۱۹۹۱ء)

اور اس طرح ۱۹۹۱ء میں جلسہ سالانہ انگلستان براہ راست سُنا گیا اور اس احساس نے کہ افرادِ جماعت مختلف ممالک میں بیٹھے حضور کے ساتھ ساتھ دعاؤں میں شامل ہیں۔ فرطِ جذبات نے دلوں کو تڑپا تڑپا دیا اور سب نے رو رو کر دعائیں کیں ان دعاؤں میں ایک بے ساختہ خواہش شامل تھی کہ کاش اس LIVE آواز کے ساتھ ٹیلی ویژن پر بھی ہم حضور کو دیکھ سکیں اور عقل کہتی تھی کہ بہت مشکل آرزو ہے۔ لیکن صدقے جاؤں خدا تعالیٰ کی قدرت کے کہ ۱۹۹۲ء کا جلسہ سالانہ انگلستان احمدیہ مسلم ٹیلی ویژن پر براہ راست دکھایا گیا اس موقع پر حضور نے فرمایا

"احمدیت کی دوسری صدی کے آغاز سے جماعت احمدیہ ایک نئے انقلابی دور میں داخل ہو چکی ہے۔ پہلے یہ انتظام تھا کہ میری آواز دنیا کے بہت سے ممالک تک براہ راست پہنچ جاتی تھی اس کے بعد یہ ترقی ہوئی کہ میری آواز اور تصویر بھی کئی ممالک تک جانے لگی اور آج اس میں ترقی کا ایک نیا مرحلہ سامنے آیا ہے اور مشرق بعید اور جنوبی ایشیا کے ممالک تک بھی میری آواز ہی نہیں بلکہ تصویر بھی پہنچ رہی ہے"۔

(افتتاحی خطاب جلسہ انگلستان ۳۱ جولائی ۱۹۹۲ء)

اور پھر تو ہر خطبہ جمعہ براہ راست آنے لگا۔ حضور کے ساتھ حضور کی رقّت اور پُر سوز دعاؤں کے لمحات میں ساری دنیا شامل ہونے لگی اور پھر رمضان میں حضور کے درس ہونے لگے۔ پاکستان میں قیام کے دوران تو احمدیوں کی اکثریت حضور کی زیارت، حضور سے ملاقات حضور کے خطبات اور خطابات جلسہ سالانہ اور اجتماعات کے موقع پر ہی سُن سکتی تھی لیکن اب تو زمانے اور فاصلے کی حدود پھلانگ کر روحانی طور پر جماعت احمدیہ اپنے پیارے خلیفہ کے قریب آگئی ہے۔ الحمد للہ۔

ریڈیو

علاوہ ازیں ریڈیو پر بھی خطبہ جمعہ آنے لگا چنانچہ حضور نے فرمایا:-

ریڈیو کے ذریعہ تمام دنیا میں شارٹ ویو ۱۶ میٹر بینڈ پر یہ خطبہ ہر جگہ سُنائی دے سکتا ہے ... تصویر اس لئے ہر جگہ نہیں پہنچ سکتی کہ اس کے لئے ڈش انٹینا کی ضرورت ہے بڑے اہتماموں کی ضرورت ہے۔ ہر شخص کو ڈش انٹینا کے مرکز تک پہنچنے کی فرصت بھی نہیں۔ کچھ بیمار ہیں جو گھروں سے نہیں نکل سکتے کچھ عورتیں اور بچے ہیں جن کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ باہر جا کر کہیں خطبہ سُن سکیں یا دیکھ سکیں۔ یہ جو بیچ کے خلا تھے یہ تمام کے تمام خدا کے فضل کے ساتھ خطبات کے ریڈیائی انتشار کے ذریعہ پورے ہو چکے ہیں

(خطبہ جمعہ ۲۳ جولائی ۹۳ء)

دیں کی نُصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ڈش انٹینا امارت کی نشانی اور لہو و لعب کا ذریعہ سمجھی جاتی ہے اور احمدی اس کو اسلام کی ترقی اور اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس کی مالیت کی پرواہ کئے بغیر لگواتے ہیں حد یہ ہے کہ درویشوں کی بستی ربوہ میں جس قدر ڈش انٹینا لگا ہوا ہے تیسری دنیا میں اور کسی اتنی چھوٹی سی بستی میں اس قدر نہیں لگا ہو گا۔

اس ضمن میں تاریخی اہمیت کا اعلان کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ۷ جنوری ۱۹۹۴ء سے ایشیا افریقہ اور آسٹریلیا کے ناظرین کے لئے احمدیہ ٹیلی ویژن سے روزانہ ۱۲ گھنٹے کے اور یورپ کے ناظرین کے لئے ساڑھے تین گھنٹے کے پروگرام نشر کئے جائیں گے۔ یورپ کے پروگرام آٹھ زبانوں میں اور ایشیا وغیرہ کے پروگرام سردست دو زبانوں میں نشر ہوں گے ...

... اب عالمی طور پر جماعت احمدیہ کے پیغام کی طلب اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب ناممکن ہے کہ جماعت صرف لٹریچر کے ذریعہ اس پیاس کو بجھا سکے حضور نے پروگراموں کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے فرمایا:-

ہم مسلسل اور بہترین قرأت کے ساتھ کلامِ الٰہی کی تلاوت اور مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ سُنوائیں گے ..... دوسرا اہم پروگرام ہے جس کے ذریعہ دنیا کی ہر زبان سکھائی جا سکے گی ... میوزک کے بغیر خوش الحانی سے نظمیں اور پاکیزہ گانے پیش ہوں گے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے عربی فارسی اُردو قصائد ترنم سے پیش کئے جائیں گے کہ ساری دنیا کے لوگ خدا کی حمد کے گیت گانے لگیں ..."

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ / ۳ / ۹۳)

الحمد للہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ ساری دنیا میں تبلیغ و ہدایت کے وہ میدان سر کر رہا ہے جو اپنی مثال آپ ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات، خطابات۔ مجالس علم و عرفان۔ ملاقات، ہومیو پیتھک طب، میڈیکل، نومبایعین کے انٹرویو جلسہ سالانہ کی نظمیں اور دوسری نظمیں اطفال اور ناصرات کے پروگرام ان پروگراموں کو دو ماہ دیکھ کر ایک اچھا مبلغ بنا جا سکتا ہے۔ ان روحانی پروگراموں کے بعد دوسرے ٹی۔وی کے پروگرام بے حقیقت اور سراب معلوم ہوتے ہیں۔

حضور نے ۲۴ ستمبر ۱۹۹۳ء کے خطبہ میں فرمایا تھا۔

"اللہ تعالیٰ ہمیں اس لائق بنائے کہ اس کے فضلوں کے شکر گزار بن سکیں ان سے پوری طرح استفادہ کر سکیں ... اور اس کی خوشبو سے سارا عالم مہک جائے اللہ کرے ایسا ہی ہو آمین اللھم آمین"۔

درخواستِ دُعا! مکرم محمد ذاکر خان صاحب بمیالوی آف سہارنپور جنہوں نے حال ہی میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت فرمائی ہے کو ان دنوں شدید مخالفت کا سامنا ہے۔

احباب کرام دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف اور ان کے اہل و عیال کو مخالفین کی شرارتوں اور حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھے، ہر آن حامی و ناصر ہو اور دینِ اسلام کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(ادارہ)

خطبہ جمعہ

آج کی دنیا میں حقیقت میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات کو عملی نمونے کے طور پر اگر کسی نے زندہ دیکھنا ہے اور اجاگر ہوتا ہوا دیکھنا ہے تو جماعت احمدیہ کی تخلیق میں دیکھے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۰ جون ۱۹۹۴ء مطابق ۱۰ احسان ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝
(آل عمران: ۱۰۴)

یہ آیت کریمہ جس کی پچھلے دو خطبات میں بھی تلاوت کر چکا ہوں اسی کا مضمون جاری ہے لیکن اس سے پہلے میں چند اعلانات کرنا چاہتا ہوں۔ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع سرگودھا کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ آج سے ان کے اجتماعات شروع ہو رہے ہیں اس لئے ان کو بھی خصوصی دعاؤں میں شامل کیا جائے۔ جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کا پانچواں جلسہ سالانہ کل گیارہ جون سے شروع ہو رہا ہے، دو دن جاری رہے گا۔ اس سے پہلے دو دن تو علمی تقاریر اور جو روایتی جماعت کے پروگرام ہیں وہ ہوں گے لیکن ایک دن آخر پر مذہبی رواداری کے نام پر سیمینار منعقد کیا جا رہا ہے جس میں تمام بڑے بڑے مذاہب کو موقع دیا جائیگا کہ وہ اپنے نمائندے بھیجیں اور اپنے مذہب کے نقطہ نگاہ سے اس پر روشنی ڈالیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ بڑے بڑے اہم نمائندوں نے دعوت کو قبول کر لیا ہے وہ بھی اس سیمینار میں شریک ہونگے۔ مجلس خدام الاحمدیہ نارتھ یارک (یہ کینیڈا میں ہے) کا تیسرا جلسہ سالانہ اور اجتماع بارہ جون بروز اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ آل آندھرا پردیش خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع کل گیارہ جون سے شروع ہو رہا ہے۔ اور اس کے بعد جلسہ پیشوایان مذاہب ہو گا۔ لجنہ اماء اللہ میدنخ ریجن کا ایک روزہ سالانہ اجتماع کل گیارہ جون کو منعقد ہو رہا ہے۔ بہت سے ایسے اجتماعات ہیں جو اور بھی جگہ ہو رہے ہوں گے، بعضوں کو موقع مل جاتا ہے وقت پر اطلاع دے دیتے ہیں۔ بعضوں کی اطلاعیں بعد میں ملتی ہیں۔ بعضوں کو وقت پر یاد بھی نہیں رہتا مگر خواہش سبھی کی ہوتی ہے۔ پس جہاں جہاں بھی دینی اغراض سے جماعت احمدیہ کسی رنگ کے بھی اجتماع منعقد کر رہی ہے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان میں برکت ڈالے۔ خالصۃً للہ اکٹھے ہوں، خالصۃً للہ جدا ہوں اور ان کے تمام ملنے میں بھی برکتیں ہوں، ان کی جدائیوں میں بھی برکتیں ہوں۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ میں آپ سے صرف وہی بات بیان کروں گا جو من وعن میں نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سنی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے الفاظ میں کوئی روایت بیان نہیں کی بلکہ وہ الفاظ یاد رکھے ہیں اور یہ روایت بیان کرتے وقت کہا کرتے تھے کہ میں وہی بات کہوں گا جو بعینہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سنی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور غالباً یہ غیر معمولی احتیاط اسی لئے انہوں نے برتی ہے کیونکہ حدیث قدسی میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بات خدا کی طرف منسوب کریں تو وہ کلام غیر معمولی اہمیت اختیار کر جاتا ہے اور من وعن ویسا ہی بیان کرنا ضروری ہے فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری وجہ سے آپس میں محبت کرنے والوں پر میری محبت واجب ہو گئی ہے اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں پر میری محبت واجب ہو گئی ہے اور میری وجہ سے ایک دوسرے سے دوستی کرنے والوں پر میری محبت واجب ہو گئی ہے اور صلہ رحمی کرنے والوں پر بھی" یہ جو آخری فقرہ ہے "صلہ رحمی کرنے والوں پر بھی" ان کے ضمیر کی احتیاط نے پھر ایک تقاضا کیا ہے کہ مجھے یہ بعینہ یاد نہیں غالباً یہی کہا تھا اس لئے احتیاطاً یہ کہا کہ یا تو بالکل یہی الفاظ تھے "صلہ رحمی کرنے والوں پر" یا یہ فرمایا تھا کہ "ایک دوسرے سے میری خاطر ملنے جلنے والوں پر" اللہ پر ان کی محبت فرض ہو جاتی ہے۔
(مسند احمد بن حنبل، جز خامس صفحہ ۲۲۹)۔

آج کے جتنے اجتماعات ہیں وہ خدا کے فضل کے ساتھ محض للہ ہیں اور جماعت کے تمام اجتماعات محض للہ ہوتے ہیں کوئی میلہ ٹھیلہ مراد نہیں ہوتی اور کوئی مقصد نہیں ہوتا اور اس کے ساتھ ہی آپس میں تعلقات کے روابط بڑھتے ہیں اور ان اجتماعات میں شامل ہونے والے ایک دوسرے سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کے مقاصد میں جو بات بیان فرمائی وہ یہی تھی کہ محض للہ یہاں آؤ اور دین سیکھو اور آپس میں محبتیں بڑھاؤ اور ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرو اس طرح جماعت میں ایک عالمگیریت آنی شروع ہو جاتی ہے اور آپ اگر اپنے طور پر سوچیں، وہ لوگ جن کو مرکزی جلسوں میں آنے جانے کے موقعے ملتے رہتے ہیں یا مہمانوں کی خدمت کی توفیق ملتی رہی ہے وہ جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے تعلقات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ دنیا میں کوئی اور جماعت اور کوئی اور قوم یہ دعویٰ ہی نہیں کر سکتی۔ کیونکہ کثرت کے ساتھ اللہ کے نام پر ایک جگہ اکٹھے ہونے والے جو مختلف ملکوں اور قوموں اور مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں کہیں اور اکٹھے نہیں ہوتے اور آپس میں پھر ایک دوسرے سے ان کی محبتیں نہیں بڑھتیں۔ انگلستان کی جماعت میں جب تک انٹرنیشنل جلسہ شروع نہیں ہوا تھا ان کو اس بات کا ذائقہ ہی نہیں تھا کہ یہ کیا چیز ہوتی ہے۔ اتفاقاً کوئی باہر سے آگیا اور شامل ہو گیا۔ اب یہ دیکھتے ہیں کہ کس طرح ہر جلسے پر سب دنیا سے لوگ کھچے چلے آتے ہیں اور مختلف رنگوں اور مختلف نسلوں کے اور جب ایک مقامی آدمی کی ان پر نظر پڑتی ہے تو بلاشبہ محبت کی نظر پڑتی ہے۔ کئی دفعہ گزرتے ہوئے میں نے دیکھا ہے کوئی غیر ملکی کھڑے ہیں اور ساتھ ارد گرد مقامی لوگ جمگھٹا کر کے کھڑے ہو گئے اور بڑے غور اور پیار سے ان کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے ان سے مصافحہ کرے، ان سے تعلقات بڑھائے۔ یہی حال آنے والوں کا ہوتا ہے۔ جاتے ہیں تو بھیگی ہوئی آنکھوں کے ساتھ واپس جاتے ہیں اور واپس جا کر جو خطوط لکھتے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مقامی لوگوں سے ہی نہیں بلکہ وہ دوسرے جو دوسرے ملکوں سے آئے تھے ان سے بھی ان کے تعلقات بڑے گہرے ہو گئے ہیں اور پھر آپس میں خط و کتابت کے سلسلے چل پڑتے ہیں ایک دوسرے کو دعوت دیتے ہیں کہ تم ہمارے ملک میں بھی آؤ۔ تو یہ عالمگیریت جو جماعت احمدیہ کو عطا ہوئی ہے درحقیقت حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعلیم ہی کا صدقہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ گر سیکھے یہ حضرت محمد رسول اللہؐ سے ہی سیکھے تھے اور ان کو پھر جاری فرمایا اور ایسی جماعت میں جاری فرمایا جس کو آپ کے ساتھ للّٰہی محبت تھی۔ ایسی محبت کہ آج کی دنیا میں اس کی کوئی مثال نظر نہیں آ سکتی کہ کسی جماعت کو اپنے امام سے ایسا گہرا عشق، اتنا پیار ہو کہ اس کی ادنیٰ باتوں پر بھی جان قربان کرنے کے لئے تیار بیٹھی ہو۔ پس وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیکھا وہ اپنے مولا اور ہم سب کے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سیکھا اور چونکہ آپؐ ہی کی پیشگوئی کے مطابق آپ کو اس دنیا کے مہدی اور امام تسلیم کر کے ہمارے دل میں للّٰہی محبت پیدا ہوئی اس لئے اسی محبت کے صدقے، اسی محبت کے رابطے سے ہمارے آپس کے تعلقات بڑھ رہے ہیں لیکن ہم کتنے ہیں جو اس بات کو سوچتے ہیں۔ بسا اوقات ملنے والوں کو، تعلق بڑھانے والوں کو خیال ہی نہیں آتا کہ یہ سلسلہ کیا ہو رہا ہے اور کہاں سے چلا تھا۔

یہ جو حدیث میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی ہے یہ ساری جلسوں کی روح اس کے اندر شامل ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود کا حضرت رسول اکرم کا کلام حصہ بن چکا تھا۔ آپ کی سرشت بن گئی تھی۔ آپ کی فطرت ثانیہ تھی۔ پس جو باتیں بھی آپ فرماتے تھے۔ جو نصیحتیں بھی کرتے تھے وہ تمام تر قرآن اور حدیث پر مبنی بلکہ اس کی روح میں جذب ہو کر کیا کرتے تھے۔ اور بھی تو کرتے ہیں یہی کہتے ہیں کہ قرآن کی باتیں کر رہے ہیں، کون ہے جو ان کی بات کو مانتا ہے۔ تو للّٰہی محبت سے طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ مضمون ہے جو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ اس طاقت ہی کے نتیجے میں اجتماعیت بنتی ہے۔ اسی طاقت کے نتیجہ میں اطاعت کی روح پیدا ہوتی ہے۔ للّٰہی محبت کو نکال دیں تو پیچھے کچھ بھی نہیں رہے گا وہ جمعیت جو بظاہر ایک توحید کے نام پر ایک عظیم مقدس نام پر عالمگیریت کا دعویٰ کرتی ہے وہ منتشر ہو کر پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ مسجد کا مسجد سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ فرد کا فرد سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے اور صلہ رحمی کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا۔

پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے صلہ رحمی بھی فرمایا تھا تو اس مضمون کی

للّٰہی محبت سے طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طاقت کے نتیجہ میں اجتماعیت بنتی ہے۔ اسی طاقت کے نتیجہ میں اطاعت کی روح پیدا ہوتی ہے

تکمیل ہوئی ہوگی۔ میرا ذاتی رجحان یہی ہے کہ آپ نے صلہ رحمی ہی فرمایا ہوگا۔ ان کو جو شک پڑا ہے، راوی کو اس وجہ سے شک پڑا ہے کہ مضمون تو عالمگیریت کا ہے۔ سب بھائیوں کا ایک دوسرے سے اللہ کی خاطر محبت کرنے کا، یہاں صلہ رحمی کا کیا ذکر آ گیا۔ اپنی طرف سے تو پورا یاد کیا تھا اور نفس گواہی دیتا تھا کہ یہی ہے جو مجھے یاد ہے تبھی شروع میں یہ دعویٰ کیا کہ میں جو کچھ بیان کروں گا لفظاً لفظاً وہی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے میں نے سنا ہے۔

آخر پر پہنچ کر اگر شک ہے تو دراصل یادداشت کا شک نہیں مضمون کا شک پڑا ہے۔ آنحضور تو للّٰہی محبت کی باتیں کرتے ہیں تمام دنیا کے ہر قوم سے تعلق رکھنے والے اس محبت میں باندھے جاتے ہیں وہاں رشتوں کی محبت کی کیا بحث ہے۔ لیکن صلہ رحمی کا اس سے گہرا تعلق ہے کیونکہ قرآن کریم عدل اور احسان کے بعد ایتاء ذی القربیٰ کی بات کرتا ہے۔ احسان میں کون سے خونی رشتے ہوتے ہیں۔ احسان کا مضمون ہی دراصل عالمگیریت سے تعلق رکھتا ہے۔ تمام بنی نوع انسان کے ساتھ یہ مضمون برابر تعلق رکھتا ہے اور کوئی فرق نہیں ہے تو سوال یہ ہے کہ پھر ایسی بات کہہ کر احسان کا مضمون بیان کر کے جس کا بنی نوع انسان سے اور انسان کی عالمگیریت سے تعلق ہے اچانک مضمون کا رخ صلہ رحمی کی طرف پھیر دیا اور ایتاء ذی القربیٰ کا ذکر کر دیا کیا معنے رکھتا ہے۔ جو معنے وہاں رکھتا ہے وہی یہاں معنے رکھتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ للّٰہی محبت پھر ایسی بڑھے کہ اس میں پھر سوچوں کے دائرے ختم ہو جائیں۔ یہ سوچ کہ ہمیں محبت ہونی چاہئے یہ اگر کام دکھا رہی تھی تو خود غائب ہو جائے اور اس کی جگہ ایک ایسا تعلق لے لے جس میں سوچوں کا کوئی دخل نہیں ہوا کرتا۔ ماں بیٹے سے محبت کرتی ہے تو یہ سوچ کر تو نہیں کرتی کہ مجھے محبت کرنی چاہئے۔ بیٹا ماں سے پیار کرتا ہے یہ سوچ کر تو نہیں کرتا کہ مجھے پیار کرنا چاہئے۔ اسی طرح رحمی رشتوں کا حال ہے۔ تو فرمایا کہ صلہ رحمی کرو یعنی بنی نوع انسان کے ساتھ اللہ کی خاطر ایسا تعلق قائم کرو کہ وہ تمہارے خونی رشتے بن جائیں اور خونی رشتوں کی طرح پاک صاف اور دلیل کے احتیاج سے بالا ہو جائیں، کوئی دلیل کی ضرورت نہ رہے، از خود تعلق دل سے پھوٹے اور امر واقعہ یہ ہے کہ آج کی دنیا میں جماعت احمدیہ اس مضمون کے اطلاق کا ایک زندہ اور پاکیزہ نمونہ ہے۔ آپ بے شک اپنی یادوں کو کرید کر دیکھیں۔ آپ نے جب جلسوں میں شرکت کی ہے جہاں للّٰہی لوگ اکٹھے ہوتے ہیں تو کبھی آپ نے کسی افریقہ سے آئے ہوئے سے اس لئے محبت نہیں کی کہ مجھے کرنی چاہئے۔ کسی فجی آئی لینڈ کے دوست سے یہ تعلق نہیں باندھا کہ چونکہ ایسا ہونا چاہئے اس لئے میں تعلق کروں گا۔ دل سے از خود محبت پھوٹتی ہے۔ اسی طبعی محبت کا نام صلہ رحمی ہے۔ پس آج کی دنیا میں حقیقت میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات کو عملی نمونہ کے طور پر اگر کسی نے زندہ دیکھنا ہے اور اجاگر ہوتا ہوا دیکھنا ہے تو جماعت احمدیہ کی تخلیق میں دیکھے۔ جماعت احمدیہ جن خطوط پر آگے بڑھ رہی ہے یہ وہی نمونے ہیں جن کو پیدا کرتی ہوئی اور مزید بڑھاتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہے۔ پس جیسا کہ میں پہلے بھی اس مضمون کو نئے آنے والوں کے تعلق سے بیان کر چکا ہوں۔ آج پھر آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ یہ جو خدا نے آپ کو نعمت عطا فرمائی ہے اور آپ کو معلوم بھی نہیں تھا کہ کیسے عطا ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وسیلے سے دوبارہ عطا ہوئی ہے اس وسیلے کو نکال دیں تو باقی امت محمدیہ بھی تو وہی موجود ہے جس میں قرآن بھی موجود ہے اور حدیث بھی موجود ہے ان کو کیوں یہ محبت نصیب نہیں۔ کس طرح ان کے دل ایک دوسرے سے کٹے ہوئے اور بٹے ہوئے ہیں۔ پس اس نصیحت کو یاد رکھیں کہ اللہ نے دوبارہ یہ نعمت اپنے فضل سے عطا کی ہے اور نعمت کے سوا دل نہیں باندھے جا سکتے۔ پہلے بھی میں نے ایک آیت کریمہ کے حوالے سے سمجھایا تھا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ تو نے دل نہیں باندھے میں نے باندھے ہیں۔ تجھ میں طاقت نہیں تھی کہ ان ایک دوسرے کے دشمنوں اور جان کے دشمنوں کو بھائیوں کے رشتے میں آپس میں باندھ دو ایک جان بنا دو۔ اللہ کو طاقت تھی۔ اللہ نے باندھا ہے۔ لیکن کیسے؟ "بنعمتہ" اللہ کی نعمت سے اخوان بنے ہیں۔ اور نعمت کا مضمون قرآن سے ثابت ہے۔ اول طور پر نبوت پر اطلاق پاتا ہے۔ پس فرمایا کہ تیری نبوت جو تجھے خدا نے رحمت کے طور پر عطا کی ہے وہ بھی تو تو گھر سے نہیں لے کے آیا تھا۔ وہ نبوت بھی تو ہم نے عطا کی تھی اس نبوت میں جو برکتیں اور کشش رکھی ہے وہ بھی ہم نے رکھی ہے۔ اس لئے فرماتا ہے کہ تیری ذات میں طاقت نہیں مگر اللہ نے جس مقام پر تجھے فائز فرمایا ہے اس مقام کو اس منصب کو کچھ طاقتیں عطا کی ہیں انہی کی برکت ہے کہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے یہ سب ایک دوسرے سے تعلق باندھے جا رہے ہیں۔ اس بات کا قطعی ثبوت کہ یہ تفسیر درست ہے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بیچ سے نکال لیں۔ آپ کی محبت کو ہٹا دیں تو وہی قرآن ہے وہ کبھی وہ محبت پیدا نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب اپنے رفیق اعلیٰ کے حضور جانے کے لئے رخصت ہوئے تو کیا واقعہ گزرا۔ کس طرح پھر آپس میں لڑائیاں ہوئیں اور پھر وہ تفرقے بڑھتے بڑھتے آج اس حال پہ مسلمان پہنچ چکے ہیں کہ ناقابل بیان ہے تو نعمت سے اول مراد رسول کی ذات ہے۔ خدا کا بھی ہے اور باہمی محبت اس کے مرکز میں پہلے مرکوز ہو کر پھر وہاں سے منتشر ہوتی ہے اور شعاعوں کی طرح پھوٹتی ہے۔ وہ تعلق بیچ میں نہ ہو تو آپ سب منتشر ہو جائیں گے اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آج تصور اپنے میں سے نکال دیں تو آپ میں سے کسی کو ایک دوسرے کی پرواہ نہیں رہے گی اور اس تعلق کو خلافت آگے بڑھا رہی ہے اور وہ تعلق پھر خلافت کی ذات میں مرکوز ہوتا ہے اور پھر آگے چلتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیت استخلاف کی تفسیر میں یہی فرمایا ہے۔ فرمایا وہ جاہل ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ نبوت کی برکتیں نبی کی زندگی تک محدود ہو جاتی ہیں ان برکتوں کو آگے چلانے کے لئے آیت استخلاف کا وعدہ ہے اور خلافت کے ذریعہ وہ برکتیں آگے بڑھائی جاتی ہیں۔

پس یہ بھی امر واقعہ ہے کہ جیسی محبت خلیفہ کو جماعت سے ہوتی ہے یا جماعت کو خلیفہ سے ہوتی ہے اس کی کوئی مثال دنیوی تعلقات میں کہیں دکھائی نہیں دیتی اور یہی محبت ہے جو پھر آپس میں انتشار کرتی ہے۔ جس طرح ایک مرکز پر لیزر کی شعاعیں اکٹھی ہوں اور پھر منتشر ہو کر ارد گرد پھیلیں وہی کیفیت ہے۔ یہ محبت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی آپ کے آپس میں للّٰہی تعلقات بڑھیں گے۔ یہ ایک ایسا مضمون ہے جو میں ساری اپنی زندگی کی تاریخ اور تجربوں پر نگاہ ڈال کر بیان کر رہا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے جن کو خلیفہ وقت سے زیادہ محبت ہوتی ہے وہی آپس میں ایک دوسرے سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ جن کے دل میں بغض اور دوریاں ہوتی ہیں وہ آپس میں بھی ایک دوسرے سے بغض کرتے ہیں اور دور ہو جاتے ہیں۔ پس اگر آپ نے اس نعمت کو پکڑے رہنا ہے تو "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا" اللہ کی رسی پر اجتماعیت کے ساتھ مضبوطی سے ہاتھ ڈال دیں اور ایسا ہاتھ ڈالیں کہ "لاانفصام لها" وہ مضمون بھی صادق آئے کہ پھر اس ہاتھ کا چھٹنا ممکن نہ رہے۔ اگر ایسا ہو تو آپ کی آپس کی محبت کی ہمیشہ کے لئے ضمانت ہے۔ کوئی دنیا کی طاقت آپ کو پارہ پارہ نہیں کر سکتی۔ کوئی دنیا کی طاقت آپ کے دلوں کو پھاڑ نہیں سکتی اور یہ سارے وہ مضمون ہیں جو قرآن کی وحی کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں ظاہر ہوئے، آپ کی ذات میں جلوہ گر ہوئے، آپ کی زبان سے ہم نے ان کو سنا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وساطت سے اس زمانہ میں ہم نے ان کے اندر ایک زندگی پائی۔ وہ زندگی جو ہمیشہ سے تھی مگر لوگ مردہ تھے جن پر وہ اثر نہیں کر رہی تھی، مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے ہم نے اسے زندہ محسوس کیا اور اسی زندگی سے ہمارے محبت کے رشتے زندہ ہو گئے، ہمارے دل دوبارہ دھڑکنے لگے، ہم میں اجتماعیت کا احساس پیدا ہوا۔ یہ جب تک زندہ رہے گا ہم دنیا کو امت واحدہ بناتے رہیں گے۔ یہ طاقت ہمیں خدا سے نصیب ہوئی ہے، کوئی دنیا کی طاقت یہ طاقت ہم سے چھین نہیں سکتی۔ راز اس کا وہی ہے جو میں بیان کر چکا ہوں۔ اس کو سمجھیں، اس پر قائم ہو جائیں تو آپ کے اندر مزید مقناطیسی طاقتیں پیدا ہوں گی اور آپ بڑی قوت کے ساتھ نئے آنے والوں کو اپنے ساتھ کھینچیں گے۔ اور یہ اجتماعیت کا دائرہ بڑھتا چلا جائے گا۔ اللہ کرے کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ان نصیحتوں کو سمجھنے اور حرز جان بنانے یعنی جان میں ایک سب سے پیارا وجود سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب اس کے مختلف اظہار ہیں۔ ان اظہارات سے آپ اپنی محبتوں کے جائزے لے سکتے ہیں ان کا تجزیہ کر سکتے ہیں کہ کس حد تک آپ للّٰہی محبت کے اہل ہیں یا للّٰہی محبت کرنے والے اور واقعۃً اپنی زندگی کے روزمرہ کے اعمال سے ثابت کرنے والے ہیں کہ آپ کو ایک دوسرے سے اللہ کی خاطر محبت ہے۔

میں یہ بات پھر خاص طور پر دہرانا چاہتا ہوں، جو حضور اکرمؐ نے فرمائی کہ اللہ فرماتا ہے "میری محبت ان پر واجب ہو گئی" جو للّٰہی محبت میری وجہ سے کرتے ہیں مجھ پر فرض ہو گیا ہے کہ میں ان سے محبت کروں تو یہ مضمون روحانیت کا حرف آخر ہے۔ تمام مذاہب کا اعلیٰ مقصد بندے کو خدا سے ملانا ہے اور خدا کی محبت کے آداب سکھانے ہیں، وہ رستے بتانے ہیں جس پر چل کر انسان اللہ تعالیٰ سے محبت کر سکتا ہے۔ ان رستوں کی تفصیل پر جائیں تو بہت مشکل رستے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے مقامات پر بڑی بڑی ٹھوکریں آتی ہیں اور بے شمار ایسے مقامات ہیں جہاں آپ کو یوں لگے گا کہ سانس اکھڑ گیا ہے اور چلنا دوبھر ہو گیا ہے۔ لیکن یہ محبت کا رستہ ہے جو سب رستوں سے زیادہ آسان ہے اور تمام نصیحتوں کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری خاطر آپس میں پیار کرو گے تو وہ پیار تو ایسا ہے جو تم جانچ سکتے ہو دیکھ سکتے ہو۔ مجھ سے جو پیار کرتے ہو تم کئی دفعہ دھوکے میں رہتے ہو تمہیں پتہ ہی نہیں لگ سکتا کہ پیار ہے بھی کہ نہیں۔ اس پیار کی کچھ علامتیں ہیں جو ظاہر ہونی چاہئیں وہ اللہ ہمیں بتاتا ہے محمد رسول اللہؐ کی وساطت سے۔ وہ علامتیں یہ ہیں کہ اگر تم سچی محبت مجھ سے کرتے ہو تو آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے کیونکہ ان سب کا رشتہ مجھ سے ہے۔ میرے رشتے کی خاطر ان سے تعلق بڑھاؤ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی ذات پر تمہاری محبت فرض کر لوں گا۔ اگر کسی مذہب میں اس بات کی ضمانت مل جائے کہ اس کے پیروکاروں پر اللہ کی محبت فرض ہو گئی تو اس سے بڑی اور کیا نعمت ممکن ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا یہ نصیحت روحانیت کے مضمون کا حرف آخر ہے۔ اس سے بلند تر کوئی نصیحت نہیں ہو سکتی تھی۔ اور کتنی سادہ اور کتنی آسان ہے لیکن روزمرہ کی جو علامتیں ہیں ان پر بھی غور ضروری ہے۔ ان پر نظر ڈالے بغیر ہم پہچان نہیں سکتے کہ ہماری محبت محض ایک رومانی فرضی محبت تھی یا سچی اور حقیقی تھی۔

فرماتا ہے۔ "میری محبت واجب ہو گئی" اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں پر میری محبت واجب ہو گئی اب جلسے پر بھی جب دوست تشریف لاتے ہیں اس کے علاوہ بھی جب ایک احمدی دیکھتا ہے کہ کسی اور احمدی کو کوئی ضرورت ہے اور وہ اس پر کمربستہ ہو جاتا ہے۔ کہ کس طرح اس کی ضرورت کو پورا کرے اور یہ روزمرہ عام طور پر جاری و ساری مضمون ہے تو بحیثیت جماعت وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ ہم وہی جماعت ہیں جس کا ذکر اس حدیث نبوی میں ملتا ہے جن کے متعلق اللہ فرماتا ہے کہ ان کی محبت مجھ پر واجب ہو گئی۔ پس خدا کی خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنا، خدا کی خاطر ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا کرنا یہ درحقیقت اللہ کی محبت کی ایک علامت ہے اور اسی لئے للّٰہی محبت کی شرطوں میں اس کو داخل فرمایا گیا ہے۔

پھر فرماتا ہے، ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں پر میری محبت واجب ہو گئی اور میری وجہ سے ایک دوسرے سے دوستی کرنے والوں پر میری محبت واجب ہو گئی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جو حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور خدا سے محبت کرتے ہیں وہ دینی خدمت کرنے والوں سے نفرت کر ہی نہیں سکتے، یہ ناممکن ہے۔ اس لئے جب بھی کہیں جماعتوں سے مجھے یہ اطلاع ملتی ہے کہ دھڑے بندیاں ہو گئی ہیں اور کچھ لوگ ہیں جو امیر اور اس کے ساتھیوں کے خلاف باتیں کرتے ہیں اور پھر اکٹھ کر کے ایک دوسرے کے ساتھ مشورے کر کے کسی اور کو امیر لانے کی کوششیں کر رہے ہوتے ہیں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ وہاں سے ایمان اٹھ چکا ہے اور خدا کی محبت کا کوئی اثر ان لوگوں کے دلوں پر باقی نہیں۔ تبھی بعض دفعہ میں نے بہت سخت خطبے اس مضمون پر دئے ہیں اور بعض دفعہ مجھے لوگ احتجاج کرتے ہیں، لکھتے ہیں کہ چھوٹی سی بات تھی آپ سمجھا دیتے، بات کر دیتے۔ آپ اتنا زیادہ جلال میں کیوں آ جاتے ہیں۔ ایک نے مجھے لکھا کہ جرمنی کے ایک خطبہ کے وقت جب آپ بیان دے رہے تھے تو مجھے ڈر تھا کہ آپ کا ہارٹ فیل نہ ہو جائے اس جوش و خروش کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ چھوٹی چھوٹی بات جو آپ کو دکھائی دے رہی ہے بے انتہا وقعت والی بات ہے، بے حد ضروری ہے اور ہماری روحانی زندگی کا مرکزی وجود ہے۔ ہماری روحانی زندگی اس بات کو سمجھنے میں ہے کہ اگر اللہ سے محبت ہو تو اللہ کی خاطر کام کرنے والوں سے نفرت ہو ہی نہیں سکتی۔ خلیفہ کی بات تو الگ ہے۔ وہ لوگ کہتے ہیں ہمیں خلیفہ سے محبت ہے۔ ہاں ان سے نفرت ہے۔ میں کہتا ہوں اگر ان سے نفرت ہے تو مجھے تم سے محبت نہیں ہے تو اللہ نے یہی مضمون تو سمجھایا ہے کہ میری خاطر محبت کرنے والوں پر میری محبت فرض ہو جاتی ہے۔ وہ جو میری خاطر اگر مجھ سے محبت ہے، آپس کی محبت نہیں کر سکتے تو میری محبت ان پر، ان کی مجھ پر، کیسے فرض ہو سکتی ہے۔ جب اللہ پر ہی نہیں تو میں کون ہوں؟ میری کیا حیثیت ہے؟ اصل واقعہ ہے کہ جھوٹ ہے۔ سچی محبت کی سچی علامتیں خدا نے کائنات کے سب سے سچے بندے کے منہ سے جاری کروائیں اور یہ ایک قطعی حقیقت ہے۔ آپ کو جن کو انتظامی تجربے ہیں وہ سارے گواہ ہوں گے، سارے اپنے پرانے تجربوں پر نگاہ ڈال کر دیکھ لیں۔ جو

جس کے دل میں اہل بیت کا بغض ہے حقیقت میں اس کے دل میں محمد رسول اللہ کا بغض ہے اور اسلام کا بغض ہے اور اس کی کوئی حقیقی قیمت نہیں کہلا سکتی

وہ محبت کریں للّٰہی محبت جو محمد رسول اللہ نے کر کے دکھائی ہے اور وہ نفرت کریں للّٰہی نفرت جو حضرت محمد رسول اللہ نے کر کے دکھائی اور ان نفرتوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ رحمتوں کی بارش برسانے والے وجود تھے

سچے مومن ہیں جن کو حقیقت میں اللہ اور رسول سے اور جماعت سے پیار ہے وہ خدا کی خاطر خدمت کرنے والوں سے نفرت کر ہی نہیں سکتے۔ جن کے دلوں میں بغض دکھائی دے گا ان کے دلوں میں اسی حد تک اللہ کی محبت میں رخنہ دکھائی دے گا یعنی دکھائی دے نہ دے نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ پس اس بات کو معمولی نہ سمجھیں خدا کی خاطر ایک دوسرے سے پیار کا صرف یہ مطلب نہیں کہ کسی ایک بزرگ کے سامنے ماتھا ٹیک دیا۔ وہ ماتھا ٹیکنا تو شرک بھی بن جاتا ہے۔ خدا کی خاطر پیار کا یہ ہے اصل مضمون جس سے آپ کے پیار کی حقیقت کھلتی ہے۔ کوئی شخص جس کو آپ جانتے بھی نہیں وہ جو دن رات خدا کی خاطر محبت میں دوڑا پھرتا ہے اور کام کرتا ہے اپنے گھر والوں کو بھلا دیتا ہے آپ اس سے کیسے نفرت کر سکتے ہیں۔ نفرت تو کیا اگر آپ کے دل میں طبعی محبت پیدا نہیں ہوتی تو آپ کو خدا کی محبت کا عرفان ہی حاصل نہیں۔ پس حقیقت میں یہ ایسی ہی خدمت کرنے والے ہیں جو جماعتوں کو باندھنے کا موجب بنتے ہیں اور انہی جماعتوں میں برکت پڑتی ہے جو پھر ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں وہ ان کی بات کو ٹھکراتے نہیں ان کو لوٹنے نہیں دیتے۔ وہ جب ان سے خدا کے نام پر کچھ مانگنے کے لئے نکلتے ہیں تو عزت و احترام سے ان کے ساتھ پیش آتے ہیں ان کے شکریئے ادا کرتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے گھر ایک معزز انسان آیا ہے جس کا سفر محض اللہ کی خاطر تھا۔ اس نے ہمارے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے کوئی اپنی نفسانی غرض کے لئے نہیں، کوئی ہم سے ہمدردی مانگنے کے لئے نہیں، کوئی سفارش کروانے کے لئے نہیں، کسی تجارت کی غرض سے نہیں آیا۔ وہ تجارت جس کا خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اللہ سے کریں اس کا پیغامبر بن کر آیا ہے۔ ہمیں کہتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو لیکن ایسے بھی ہیں جو جب ان کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں تم تو ہر وقت مانگتے ہی رہتے ہو۔ تم سمجھتے ہو دین بس یہی پیسے دینا۔ تم لوگ دنیا پرست ہو گئے ہو روحانیت سے عاری ہو۔ ہر وقت پیسہ پیسہ، پیسہ دو، پیسہ دو، ان بیوقوفوں کو کیا پتہ کہ اللہ نے اپنے دین کے ساتھ اخلاص کی تعریف میں بلکہ بیعت کی شرط میں یہ داخل کر دیا ہے "ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ" اللہ نے تو جان کے بھی سودے کئے اور ساتھ ہی پیسے پر بھی ہاتھ ڈال دیا کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہاری جانوں کا اور تمہارے سارے اموال کا سودا کر لیا اور تمہارا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ "بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ" اس کے بدلے پھر جنت تم پر فرض ہو گئی۔ پس للہی محبت کرنے والوں سے اگر محبت ہو اور وہ خدا کے حکم کے تابع آپ سے پیسے مانگنے نکلتے ہیں۔ اپنی جیب میں ڈالنے کے لئے نہیں، اگر آپ کو توفیق نہیں تو کم سے کم کوئی عفو کا کلمہ ہی کہیں، کوئی نرمی کی معذرت ہی پیش کریں۔ قرآن کریم تو یہ فرماتا ہے "واما السائل فلا تنہر" اور پھر فرماتا ہے کہ اگر اور کچھ نہیں تو عفو کا قول اور نرمی کا قول ہی اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد تکلیف پہنچے یا تکلیف دی جائے تو نرم قول ہی کہہ دیا کرو۔ لیکن اگر سچی محبت ہے تو نرم قول کی بات نہیں، ایسے آنے والے کے لئے دل محبت سے اچھلنا چاہئے۔ اس کی عزت دل میں بڑھنی چاہئے۔ اس کی قدر ہونی چاہئے۔ انسان کو اس کو عزت کے ساتھ گھر میں بیٹھنے کی دعوت دینی چاہئے مگر میں جانتا ہوں اکثر کو موقع نہیں ملتا۔ کراچی جیسے شہر میں میں نے ایسے دیوانے ہر وقت پھرتے دیکھے ہیں، لاہور میں دیکھے ہیں، ربوہ میں دیکھے ہیں۔ رجسٹر اٹھائے ہوئے، بجائے گھر والوں کے پاس بیٹھنے کے، وہ گرمیاں ہوں سردیاں ہوں، بازاروں گلیوں میں گھوم رہے ہوتے ہیں۔ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ جی فلاں چندے کی تحریک کرنے جا رہا ہوں۔

یہ جو جماعت کے چندے زندہ ہیں جن کی وجہ سے جماعت کے کاموں میں زندگی پڑ رہی ہے یہ انہی مخلصین کی قربانیوں کا نتیجہ ہیں۔ پس ان کو دعائیں بھی دیں، ان کے لئے دل میں پیار محسوس کریں۔ اگر پیار محسوس نہیں کرتے تو اللہ کی محبت آپ پر واجب نہیں ہوگی۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ جو میری خاطر آپس میں محبت کے رشتے باندھتے ہیں ان پر میری محبت واجب ہوتی ہے اور اللہ کی خاطر ویسے کیسے محبت ہو سکتی ہے۔ یہ کوئی فرضی بات نہیں غور تو کر کے دیکھیں اللہ کی خاطر ویسے کیسے آپ کو محبت ہو جائے گی جب تک اللہ کے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ محبت نہ ہو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی کسی کو دنیاوی محبت ہو گئی اور اس حدیث کا بہانہ لے لیتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ اس کو اطلاع کرو جس سے تمہیں محبت ہو گئی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب الحب فی اللہ ومن اللہ)۔ حالانکہ آپ للہی محبت کی بات کر رہے ہیں۔ دنیا کے عشق کی باتیں نہیں کر رہے اور اس بہانے لوگ اطلاعیں کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک خط میرے پاس کسی کا کسی کے نام آیا لیکن میری معرفت اور جو لکھنے والے تھے ان کو اتنا یقین تھا کہ وہ صحیح بات کر رہے ہیں کہ انہوں نے میری وساطت سے وہ خط بھجوانے کے لئے درخواست دی کہ آپ پڑھ بھی لیں اور آگے چلا دیں۔ وہ ایسا لغو اور بیہودہ خط تھا اور مجھے حوالہ دیا گیا تھا اس حدیث کا کہ دیکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کسی سے محبت کرے اسے بتا دے کہ مجھے تم سے محبت ہے۔ اس محبت کا تو وہم و گمان بھی حضور اکرمؐ کے ذہن یا دل سے گزرا نہیں تھا۔ جس کی بات تم کر رہے ہو اور آگے آپ چلا دیں۔ میں نے ان کو کہا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا آپ بھی آئندہ یہ جہالت نہ کریں۔ نہ خود لکھیں نہ مجھے دیں نہ کسی اور کو دیں۔ یہ مضمون بات میرے ذہن میں آئی تھی تو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ اس سے ادنیٰ درجوں پر ایسی بہت سی مثالیں آپ کو ملیں گی۔ کئی لوگوں کے دل میں یہ غلط فہمی ہوتی ہے۔ وہ مراد نہیں ہے۔ للہی محبت ہو، پھر جائیں اس کو بتائیں کہ تمہاری ذات سے ہمیں اور کوئی تعلق نہیں تم اللہ کی خدمت کرنے والے ہو اس لئے ہم تم سے محبت کرتے ہیں۔ اس طرح جماعت کے رشتے للہی محبت میں اتنے مضبوط اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے کہ وہ اجتماعیت جو آج آپ خدا کے فضل سے دیکھ رہے ہیں اس میں مزید طاقت پیدا ہوگی۔ نیا خون دوڑنے لگے گا اور اس کی جماعت کو بہت ضرورت ہے۔ پس جہاں جہاں جماعتیں ابھی بھی پھٹی ہوئی ہیں ان کو سوچ لینا چاہئے کہ وہ اپنے ایمان کی تکذیب کر رہی ہیں کوئی نہ کوئی ان میں لازماً ایسا ہوگا جس کو ایمان کی حلاوت نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے میں کہتا ہوں، کوئی نہ کوئی، کیونکہ جب دوسرا فریق مناصب سے اتر جاتا ہے اور ان کی مخالفت کرنے والا اوپر آ جاتا ہے تو وہ اس سے وہی سلوک شروع کر دیتے ہیں حالانکہ اگر وہ سچے تھے تو منصب سے اترنے کے بعد ان کو عجز اور اطاعت کے وہ نمونے دکھانے چاہئیں جس سے منصب پر فائز لوگ سمجھیں کہ ہم جھوٹے تھے۔ ہم حق نہیں رکھتے کہ اس منصب پر آئیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حق رکھتے ہیں۔ پس للہی محبت کی پہچان تو روزمرہ عام ہے۔ ذرا سی آنکھیں کھول کر دیکھیں تو آپ پہچان سکتے ہیں کہ کس حد تک آپ آنحضورؐ کی ہدایت کے مطابق محبت کرتے ہیں۔ آخر پر فرمایا، اور صلہ رحمی کرنے والوں پر بھی میری محبت واجب ہو گئی۔ ایک صلہ رحمی تو وہ

سچی محبت خلیفہ کو جماعت سے ملتی ہے یا جماعت کو خلیفہ سے ملتی ہے اس کی کوئی مثال دنیا کے تعلقات میں نہیں دکھائی دیتی۔ محبت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی آپس کے تعلقات بڑھیں گے

جن کو خلیفہ وقت سے زیادہ محبت ہوتی ہے وہ آپس میں ایک دوسرے سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ جن کے دل میں بغض اور دوریاں ہوتی ہیں وہ آپس میں بھی ایک دوسرے سے بغض کرتے ہیں اور دور ہو جاتے ہیں

اخلاق حسنہ پیدا کرنے کے لئے ایک اندرونی بنیاد کا تیار ہونا لازم ہے اس کے بغیر آپ کو سچے اخلاق نصیب نہیں ہو سکتے

ہے جو ماں باپ اور بیٹیوں اور بیٹوں اور ماں باپ کے درمیان یا بھائیوں بہنوں کے درمیان چلتی ہے۔ ایک وہ ہے جو للہی محبت صلہ رحمی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور یہاں جہاں تک میں سمجھا ہوں یہی مراد ہے کہ جب وہ محبت بڑھ کر ایسی ہو جاتی ہے جیسے خونی رشتے ہوں تو پھر ایک ایسے مقام پر پہنچ جاتے ہیں جو مومن کا معراج ہے۔ اس مضمون کو ان آیات سے تقویت ملتی ہے جن میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر تمہیں اللہ اور رسول کی محبت اپنے ماں باپ، اپنے اقرباء، اپنے سب دوسرے عزیزوں سے بڑھ کر نہیں ہے تو تمہیں نہیں پتہ کہ ایمان کیا ہوتا ہے۔ پس صلہ رحمی سے یہی مراد ہے کہ ایسے مقام پر پہنچ جاؤ جب رشتے خونی رشتوں کا رنگ اختیار کر جائیں اور اس روحانی خونی رشتوں میں سب سے بڑا مقام محمد رسول اللہؐ کا ہے۔ پس ظاہر بات ہے کہ جہاں سے وہ صلہ رحمی پھوٹتی ہے۔ جو مرکز ہے صلہ رحمی کا وہاں سب سے زیادہ محبت ہو۔ اسی مضمون پر اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن میں سے چند میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آدمی کے دل میں ایمان اس وقت تک داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر محبت کرے۔ (سنن الترمذی کتاب المناقب)۔ اس حدیث میں اور پہلی حدیث میں صرف الفاظ کا فرق نہیں ایک مضمون میں بھی کچھ فرق ہے۔ پہلی حدیث میں صرف للہی محبت کی بات تھی۔ یہاں اس مضمون کو مزید کھول دیا گیا ہے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ للہی محبت ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت نہ ہو۔ تو جوبات میں آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں اسی کے ثبوت کے طور پر یہ حدیث پیش کر رہا ہوں کہ اس میں تمام وہ تعلقات داخل ہوتے ہیں۔ جو اللہ کی محبت کے نتیجہ میں بنی نوع کی محبت کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور پھر درجہ بدرجہ ان سے جب تعلق بڑھتا ہے تو حقیقت میں اللہ کی محبت کے اظہار ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قطعی نشانی یہ بیان فرما دی کہ جو بھی اللہ اور رسول کی محبت کی خاطر کسی بھائی سے محبت نہیں کرتا اس کے دل میں ایمان نے جھانکا بھی نہیں۔ اس کو پتہ بھی نہیں کہ ایمان کیا ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً ایمان کا سب سے مضبوط کڑا یہ ہے کہ اللہ کی خاطر محبت کرے اور اسی کی خاطر نفرت کرے۔ اس میں بھی وہی مضمون ہے جو میں بیان کر چکا ہوں لیکن ایک کا اضافہ اور ہے اور وہ ہے نفرت کا۔ بسا اوقات احمدی جب یہ مختلف جلسوں پر نمایاں طور پر لکھ کر لگاتے ہیں کہ "محبت سب کے لئے نفرت کسی کے لئے نہیں" تو اس سے لوگوں میں ایک بڑی کشش پیدا ہوتی ہے اور لوگ ملتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک اخباری نمائندے نے ایسے ہی اعلانات دیکھ کر مجھ سے معین سوال کیا کہ کیا واقعۃً سب سے محبت رکھتے ہیں اور نفرت کسی سے نہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا پھر یہ لکھ کے کیا لگایا ہوا ہے۔ میں نے کہا آپ اس کا مطلوم نہیں سمجھے۔ مراد یہ ہے کہ عمومی طور پر جہاں ابھی ہمیں پتہ نہیں کہ کوئی کیا چیز ہے ہم بنی نوع انسان میں سب سے محبت ہی کرتے ہیں اور کسی سے نفرت نہیں کرتے۔ کوئی رنگ، کوئی نسل، کوئی مذہب، ہمارے لئے نفرت کا پیغام لاتا ہی نہیں ہے۔ ہم سب سے محبت کرتے ہیں لیکن جو اللہ سے نفرت کرے اس سے ہم نفرت کرتے ہیں۔ وہ اور مضمون ہے یہ اور مضمون ہے۔ ان دونوں کو خلط ملط نہ کرو۔ وہ پھر سمجھ گیا اس نے کہا ٹھیک ہے میں بات سمجھ گیا ہوں یہ درست ہے۔ اور اسی لئے غالباً اس نے سوال بھی کیا تھا کہ یہ تو غیر فطرتی بات ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہر ایک سے محبت ہو خواہ آپ کو جن سے محبت ہے ان سے کوئی شخص نفرت بھی کر رہا ہو۔ یہی وہ مضمون ہے جو حضرت جل شانہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو سمجھا کر اپنے باپ کے لئے دعا سے روکا۔ جہاں تک حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا تعلق ہے اس دعا میں ہی آپ نے یہ عرض کیا تھا کہ اے خدا میں اپنے باپ کے لئے بخشش کی دعا کرتا ہوں وہ صراط مستقیم سے ہٹا ہوا تھا، وہ بھٹکا ہوا تھا، ضالین میں سے تھا۔ تو یہ تو پتہ تھا آپ کو لیکن اس کے باوجود دعا کے وعدے پر قائم رہے اور دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے جب دعا سے روکا ہے تو یہ کہا کہ جب ہم نے اس کو یہ کہا کہ وہ اللہ سے بغض رکھتا تھا پھر کبھی اس کے دل میں خیال نہیں پیدا ہوا یہ ہے حبا للہ اور بغضا للہ۔ پس اگر آپ اس عبارت کا یہ ترجمہ سمجھتے ہیں کہ ہر ایک سے محبت ہے خواہ وہ آپ کے پیاروں سے نفرت کرتا ہو تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔ انسانی فطرت کے خلاف بات ہے۔ ایسا دعویٰ ہی نہ کریں جو آپ کو منافق بنانے والا ہو۔ امر واقع یہ ہے کہ جس سے زیادہ محبت ہوگی اس سے جو نفرت کرے گا اس کے خلاف طبعاً دل میں نفرت پیدا ہوگی۔ کوئی اس بات کو اچھا سمجھے یا نہ سمجھے فطرت انسانی یہی ہے اور فطرت کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ ناممکن ہے کہ آپ فطرت کو تبدیل کر سکیں۔ کوئی تعلیم خواہ کیسی ہی Polished لے کر آئے وہ فطرت کو نہیں بدل سکتی۔ پس بغض بھی اللہ کے لئے ہوا کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو خوب کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اپنی خاطر نہ کرو اپنے تعلقات کو نظر انداز کر دو۔ مگر جب اللہ سے کوئی نفرت کرتا ہے اور خدا سے ٹکراتا ہے اور اسی حد تک اس سے بغض تم پر فرض نہیں تمہاری فطرت کا ایک طبعی حصہ ہے طبعی رد عمل ہے کیونکہ تم محبت کرتے ہو۔ پس یہ کوئی ایسی تعلیم نہیں ہے جس کو ... کر واجب کیا جا رہا ہے کہ نفرت کرو۔ یہ تعلیم ہے جو یہ بتا رہی ہے کہ چونکہ تمہیں ... ی لئے اللہ سے بغض کرنے والوں کے لئے تمہارے دل میں نفرت کے سوا کچھ پیدا ... ہیں سکتا۔ زور بھی لگاؤ تو کچھ نہیں کر سکتے لیکن وہ نفرت اور عام دنیا کی نفرت الگ الگ چیزیں ہیں۔ یہ مضمون آپ کو سمجھانا ضروری ہے ورنہ آپ اس رنگ میں نہ نفرت کرنے لگ جائیں جن معنوں میں دنیا نفرت کرتی ہے۔ وہ نفرت ایسی ہے جو آپ کے رحم سے اس کو محروم نہیں کرتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے زیادہ للہی محبت کرتے تھے، سب سے زیادہ للہی بغض کرتے تھے۔ مگر ان کے لئے جب تک وہ زندہ رہتے تھے ان کے لئے دعائیں کرتے تھے اور رحمت کی وجہ سے دعائیں کرتے تھے۔ ابو جہل کے لئے بھی دعا کی۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ ان کو بھی تو بریکٹ میں ڈالا کہ اے خدا یہ نہیں تو وہ دے دے۔ وہ نہیں تو یہ دے دے، وہ رحمت ہی کی تو دعا تھی۔ پس بغض کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ ان کے لئے ہلاکت کے گڑھے کھودنے لگ جائیں ان سے ناجائز انتقامی کارروائیاں کریں جن کا خدا نے آپ کو اختیار نہیں دیا۔ ان کا برا چاہنا اور ہے اور للہی نفرت ہونا اور چیز ہے۔ اس مضمون کو اچھی طرح سمجھ لیں ورنہ آپ کے دل میلے اور کڑوے ہو جائیں گے اور میلے اور کڑوے دلوں میں اللہ کی محبت بھی نہیں رہتی وہ بھی وہاں سے ڈیرے اٹھا لیتی ہے۔ پس للہی نفرت کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص آپ کو پسند نہیں آتا آپ کو تکلیف ہوتی ہے ایسے شخص سے۔ لیکن اس کو

اپ مارتے نہیں ہیں۔ ان کو زہر نہیں دیتے۔ اس کے اموال نہیں لوٹتے۔ اس کے بچوں کا برا نہیں چاہتے۔ اللہ کی خاطر رحم جو ہے وہ ہر چیز پر غالب ہے کیونکہ خود اللہ کا رحم ہر چیز پر غالب ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو رحمۃ للعالمین فرمایا گیا۔ اب وہ رحمۃ للعالمین خدا کی رحمت ہی کا ایک حصہ ہے جو حضور کو عطا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری رحمت ہر دوسری چیز پر غالب ہے میری تمام صفات پر میری رحمت غالب ہے۔ پس نفرت پر بھی غالب آ جاتی ہے۔

پس دنیا سے اللہ کی خاطر محبت کریں، اللہ کی خاطر بغض کریں، مگر بغض وہ نہیں جو دنیا والے کرتے ہیں کہ ان کی برائیاں سوچیں، ان کا برا چاہیں، اللہ کی خاطر نفرت ایک عجیب نفرت ہے۔ اس کے باوجود آپ برا نہیں چاہتے۔ کب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دنیا کا برا چاہا تھا۔ آپ تو ان کو بھی دعائیں دیتے تھے جو آپ کو مارتے تھے اور تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ تو صاف پتہ چلا کہ نفرت کا مضمون کچھ اور معنے رکھتا ہے اس کو دنیا کے عام رائج معنوں میں لینا بڑی بھاری جہالت ہوگی۔ ورنہ اس کا مطلب یہ بنے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود تو دوسروں کی نصیحت فرماتے تھے کہ خدا کی خاطر بغض بھی کرو اور بغض نہیں کرتے تھے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جب بغض کا کہتے تھے تو خود بھی بغض رکھتے تھے۔ مگر جو صاحب اکرام لوگ ہیں ان کی نفرتیں بھی عزت والی ہوا کرتی ہیں وہ کمینوں والی نفرتیں نہیں کیا کرتے۔ اور سب سے بڑے صاحب اکرام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں تو آپ سے للہی بغض کے رنگ سیکھیں۔ کس طرح آپ نے بغض کیا اور کس طرح اس بغض کے باوجود آپ نے رحمتیں برسائیں اور نیک دعائیں دیں کبھی کسی کا برا نہیں چاہا۔ ہر ایک کے لئے پاکیزہ تعلیم دی، رحمت اور عفو کی تعلیم دی، اور جنگ میں جب صحابہ کو بھیجا کرتے تھے تو جو نصیحتیں فرماتے تھے ان نصیحتوں سے ظاہر ہے کہ مخالف خدا کی خاطر دشمنی کرتے ہوئے دندناتے ہوئے چلے آ رہے ہیں، حملہ آور ہو رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرما رہے ہیں بوڑھوں کو کچھ نہیں کہنا، فلاں کو کچھ نہیں کہنا، جو قیدی ہو جائے اس سے حسن سلوک کرنا ہے اس کو برا نہیں کہنا۔ یہ بغض ہے ہاں یہی بغض ہے مگر صاحب اکرام لوگوں کا بغض ہے۔ وہ جن کو اللہ نے اکرام بخشا ہے اور ان کا بغض دنیا کی محبتوں سے بھی بہتر ہوا کرتا ہے۔ اس بغض کے باوجود آپ ہی کی دعائیں تھی جنہوں نے عرب کی کایا پلٹ دی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہ ایک فانی فی اللہ کی دعائیں ہی تو تھیں جس نے صدیوں کے مردوں کو زندہ کر دیا۔ جو بگڑے ہوئے تھے ان کو الٰہی رنگ عطا فرما دیئے۔ پس ہرگز نفرت اور للہی بغض کا کوئی جاہلانہ معنی نہ کریں۔ جو بغض آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کیا ہے اس حد تک کریں اور وہ بغض ایک اور رنگ میں ظاہر ہوا ہے جو سمجھانا ضروری ہے۔ ان کی بدعادتوں سے نفرت تھی ان کو اس حد تک بری نظر سے دیکھتے تھے کہ صحابہ میں وہ اگرچہ بظاہر منع نہ بھی ہوں تب بھی وہ باتیں پسند نہیں فرماتے تھے۔ فرمایا یہود اب خدا کی خاطر بغض کی ایک ایسی مثال ہیں جس کے اوپر قطعیت کے ساتھ قرآن گواہی دے رہا ہے۔ مغضوب علیہم وہ اللہ کے مغضوب تھے اگر ان سے غضب نہیں تو پھر اور کس سے غضب ہوگا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نزدیک یہود مغضوب تھے لیکن کیسا غضب دکھایا، یہ بھی تو غور کریں۔ فرمایا دیکھو یہود سر منڈاتے جس کو آجکل Skin Head کہتے ہیں۔ ٹنڈیں کرانا اور حد سے زیادہ داڑھیاں بڑھا دیتے ہیں۔ تم یہ کام کرو۔ اور جو یہود کرتے ہیں ان کی روزمرہ کی عادتیں ہیں اس کے الٹ کرو۔ ایسی بات بغض سے کی جا سکتی ہے۔ اس حد تک بغض کہ قابل نفرت اداؤں بلکہ ان کے ہم شکل ہونے سے بھی بغض اور جہاں تک ان کی ذات پر احسان کا تعلق ہے ایک ایسا جاری چشمہ تھا احسان کا جس سے کبھی کوئی یہودی محروم نہیں رہا۔ انصاف کا سلوک ان سے کیا گیا، احسان کا سلوک ان سے کیا گیا، ان کے حقوق کی حفاظت کی گئی یہاں تک کہ جب گواہوں نے ایک چوری کے معاملے میں گواہی دی ایک یہودی کے خلاف تو آپ نے فرمایا نہیں، جب تک مجھے دوسری طرف سے بھی گواہی نہ ملے میں فیصلہ نہیں کروں گا۔ قتل کے مقدمے میں ایک وفد حاضر ہوتا ہے جو یہودی قبیلے کی طرف تجارت کے لئے گیا تھا۔ مجھے قبیلے کا نام یاد نہیں آ رہا، خیبر میں جو قبیلہ آباد تھا اس کی بات کر رہا ہوں۔ اس قبیلے کی طرف ایک وفد گیا ہے تجارت کا، ان کا ایک آدمی قتل ہو گیا۔ اب صحابہ میں دیکھیں کیسی اطاعت کی روح تھی، کیسی تنظیم تھی، وہ چاہتے تو جو سمجھتے تھے اس کے مطابق عمل کر دیتے۔ سمجھتے یہ تھے کہ ان میں سے کسی ایک آدمی کو قتل کر دیں مگر قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا، واپس آئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور یہ بات پیش کی اور یہ چاہا کہ ہمیں اجازت دی جائے کہ اب ہم ان کا ایک آدمی قتل کر دیں۔ آپ نے فرمایا گواہ لاؤ۔ اب یہ غضب کی بات ہے کہ دنیا کے لحاظ سے تو غضب نہیں رحمت کی باتیں ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا غضب بھی ایسے کریموں کا غضب تھا جس کریم سے بڑھ کر کسی کریم کا تصور ہو ہی نہیں سکتا اور وہ غضب عدل کی راہ میں کبھی حائل نہیں ہوا۔ پس یہ بات یاد رکھیں شدید نفرت بھی ہو تب بھی عدل کی راہ میں وہ نفرت حائل نہیں ہو سکتی۔ خواہ اس نفرت کا نام آپ للہی نفرت رکھیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ گواہی کیسی، وہ تو سب یہودی ہیں ہم قوم ہیں، ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ تو گواہی نہیں دیں گے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ گواہی نہیں دیں گے تو میں بھی فیصلہ نہیں دوں گا مجھے عدل پر قائم کیا گیا ہے۔ پس نفرت جو عدل کو میلی آنکھ سے دیکھ ہی نہیں سکتی اس نفرت کی تعلیم ہے۔

قرآن کریم اس مضمون کو کھول کر بیان فرماتا ہے "ولا یجرمنکم شنان قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ" یہاں شنان قوم سے مراد دشمن کی نفرت آپ سے ہے۔ فرمایا ایک قوم آپ سے نفرت کرتی ہے اور اس کی دشمنیاں مسلم ہیں، ہوتی چلی آئی ہیں۔ ان نفرتوں کے حوالے سے بھی آپ کو عدل سے ہٹنے کی اجازت نہیں۔ پس نفرت کریں، و نفرت کریں جو رحمۃ للعالمین نے کی تھی اور آپ کی نفرت غلط اداؤں سے تھی ایسی بیہودہ حرکتوں سے نفرت تھی جن سے خدا کو نفرت ہوتی ہے۔ تو دراصل ان بےہودہ اداؤں والا وجود عملاً رستے سے ہٹ جاتا ہے۔ اور وہ نفرتیں نمایاں ہو کر خدا کی خاطر نفرت کرنے والوں کی نظر میں آ جاتی ہیں ان سے نفرت کرتا ہے۔ ان سے دور ہٹتا ہے اور اسی کا فیض یہ پاتا ہے کہ خود ان بدیوں سے پاک ہونے لگتا ہے۔ ان بدیوں کے مالک سے نفرت نہیں۔ یعنی ان معنوں میں نفرت بہرحال نہیں کہ اس کا برا چاہیں، اس کو گزند پہنچانے کی اجازت ہو، اس کو گالیاں دیں، اس کی عزت نہ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو بڑے سے بڑے دشمن کے آنے پر بھی جب کوئی آپ کے ہاں آتا تھا اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اس کا اعزاز فرمایا کرتے تھے باہر سے غیر مسلموں کو عیسائیوں کے وفد کو آپ نے اپنی مسجد میں عزت کے ساتھ ٹھہرایا اور وہیں اس سے گفتگو فرماتے تھے۔ پس یہ جو خیال ہے کہ اللہ کی خاطر نفرت، مارو کوٹو، یہ تو مولویانہ خیال ہے، قرآن کا تو اس سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ پس اللہ کی خاطر محبت کریں اور اللہ کی خاطر نفرت کا یہ معنے نہ لیں۔ آپ کو اس کی اجازت نہیں ہے کہ ہم اس امام سے اس لئے نفرت کرتے ہیں ہم نے نمازیں پیچھے پڑھنی چھوڑ دی ہیں کہ یہ برا آدمی ہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم للہی بغض کریں۔ اس حوالے سے میں بات کر رہا ہوں اب بھی مجھے بعض دفعہ لکھتے ہیں مگر پہلے تو مجھے روزمرہ یہ تجربہ ہوا کرتا تھا۔ میں پاکستان کی جماعتوں میں ہر ذریعے سے پہنچا ہوں۔ سائیکلوں پہ بھی، گھوڑوں پہ بھی، بسوں پہ بھی، کاروں پہ بھی، گاڑی کے ذریعے بھی۔ بہت سفر کیا ہے۔ اور وہاں جہاں جہاں اختلاف ہوتا تھا وہاں بعض لوگ جو کچھ دین کا علم رکھتے ہیں یہ آگے سے حوالہ دیا کرتے تھے کہ للہی بغض ہے ہمیں تو کوئی نفرت نہیں ہمارا تو ذاتی طور پر کچھ نہیں، یہ غلط آدمی اوپر آ گیا جماعت کے اوپر اور اس کی بےہودہ ذلیل حرکتوں کی وجہ سے ہمیں اس سے نفرت ہے۔ اس کو ہم کہتے ہیں للہی بغض۔ ایسا للہی بغض جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو علم نہیں تھا۔ پس اپنی تعریفیں ایسی نہ بنائیں جو محمد رسول اللہ کی تعریفوں سے ہٹ جائیں وہ جھوٹی اور لعنتی تعریفیں ہیں۔ وہ آپ کو بھی جھوٹا اور لعنتی کر دیں گی۔ وہ محبت کریں، للہی محبت، جو محبت محمد رسول اللہ نے کر کے دکھائی ہے اور وہ نفرت کریں للہی نفرت جو حضرت محمد رسول اللہؐ نے کر کے دکھائی اور ان نفرتوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ رحمتوں کی بارش برسانے والے وجود تھے۔ جن سے للہی نفرت ہوتی تھی ان کے لئے دعائیں کرتے، ان پر رحمتیں برساتے۔ ایسی نفرتیں کریں جو ساری دنیا میں آپ کی نفرتیں وہ عظیم انقلاب برپا کر دیں گی جو دنیا کی محبتیں بھی نہیں کر سکتیں۔ یہ نفرتیں بھی دلوں کو باندھنے والی نفرتیں بن جاتی ہیں۔ نہ آپ کی محبت دلوں کو توڑنے والی رہے گی نہ آپ کی نفرت دلوں کو توڑنے والی رہے گی۔ صلہ رحمی کی وہ آخری بات جو آنحضورؐ نے فرمائی وہ اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہوگی اور تمام دنیا ایک امت واحدہ ہی نہیں بلکہ ایک وسیع عالمی روحانی گھر میں تبدیل ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کے
مقاصد میں جو بات بیان فرمائی تھی وہ یہی تھی کہ محض للہ
سال آؤ اور دین سیکھو اور آپس میں محبتیں بڑھاؤ اور
ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرو۔ اس طرح
جماعت میں ایک [illegible] شروع ہو جاتی ہے

منقولات

امداد کی آڑ میں قادیانی فتنہ بوسنیا میں تیزی سے فعال ہو رہا ہے "سعودی گزٹ"

قادیانی ٹی وی چینل روزانہ 12 گھنٹے کی نشریات میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں کوشاں ہے

اسلامی عقائد کے پرچار کے لئے عالمی ٹی وی چینل قائم کیا جائے علما اور ماہرین ابلاغ کا اتفاق

ریاض (جنگ نیوز): سعودی عرب، مصر، متحدہ عرب امارات اور ترکی کے علمائے دین اور ماہرین ابلاغ عامہ نے اس امر پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے کہ دنیا کے ان ممالک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں یا شرعی اقدار معاشرے کا جزو نہیں ہیں نہایت منظم انداز میں اور تیزی سے قادیانیت کا پرچار ہو رہا ہے۔ قادیانی مذہب کے لوگ ایک طرف مسلم ٹی وی کے نام پر سیٹلائٹ کے ذریعے روزانہ 12 گھنٹے کی نشریات میں اپنے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد کی تعلیمات پھیلا رہے ہیں اور اسلام کی آڑ میں لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور دوسری جانب انسانی اور مذہبی ہمدردی کا لبادہ اوڑھ کر مصیبت زدہ اور ضرورت مند مسلمانوں میں اپنا اثر و نفوذ بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ سعودی گزٹ کی ایک تازہ ترین رپورٹ کے مطابق ان دنوں بوسنیا ہرزیگووینا میں قادیانی فتنہ تیزی سے فعال ہو رہا ہے۔ لندن میں رجسٹرڈ اسلامی فلاحی تنظیم "قافلہ رحمت" کے کوآرڈینیٹر اسد خان نے بتایا کہ قادیانی (احمدی) بوسنیا میں مسلمانوں سے کہیں بڑھ کر امدادی کام کر رہے ہیں۔ وہ متاثرہ علاقوں میں نہ صرف امدادی کارکنوں کی ایک بڑی تعداد بھیجتے ہیں بلکہ ان کے ہمراہ کافی امدادی سامان بھی وہاں پہنچایا جاتا ہے۔ یہ لوگ مصیبت زدہ بوسنیائی مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کر کے انہیں اپنے عقائد کی طرف مائل کرتے ہیں۔ اسد خان نے کہا کہ مسلمانوں کو یہ میدان قادیانیوں کے لئے خالی نہیں چھوڑنا چاہئے اور اپنے علما عربی اور انگریزی کے ماہر اساتذہ اور طبی رضاکاروں کو بوسنیا بھیجنا چاہئے۔ مسئلہ کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے روزنامہ "المسلمون" نے سعودی عرب، مصر، متحدہ عرب امارات اور ترکی کے متعدد علمائے کرام اور ماہرین ابلاغ عامہ سے انٹرویو کئے اور ان تمام شخصیات نے قادیانی فتنے کا سد باب کرنے اور دنیا کو اسلام کے حقیقی عقائد سے آگاہ کرنے کے لئے فوری طور پر ایک اسلامی ٹی وی کے قیام کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ سعودی مجلس شوریٰ کے رکن ڈاکٹر محمد الرشید نے کہا کہ مجوزہ ٹی وی کو اسلامی تعلیمات کے پرچار کے ساتھ ساتھ اطلاعات کی فراہمی میں بھی معتبر ہونا چاہئے۔ شاہ سعود یونیورسٹی کے کالج آف آرٹس کے وائس ڈین ڈاکٹر عبدالرحمٰن محمود الاحمد نے کہا کہ عالمی سطح پر اسلامی سیٹلائٹ چینل قائم کیا جائے جو نہ صرف عمومی اسلامی تعلیم دے بلکہ اسلامی دنیا اور مسلم اقلیتوں کے مسائل کو اجاگر کرے۔ اسلامی اسٹیٹس براڈ کاسٹنگ آرگنائزیشن کے سابق سربراہ احمد فراج نے کہا کہ مجوزہ چینل حقیقی اسلامی عقائد کی تعلیم کا نمونہ پیش کر سکتا ہے۔ سعودی ٹی وی میں مذہبی و ثقافتی پروگراموں کے ڈائریکٹر ڈاکٹر احمد محمد الحلف نے تجویز کی کہ مجوزہ اسلامی چینل کے پروگراموں میں اسلامی ماحول اور عقائد و اقدار کی عکاسی ہونی چاہئے۔ امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی میں ابلاغ عامہ کے اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر عبداللہ الرفاعی نے واضح کیا کہ حقائق کا سامنا کرنا اور غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی دنیا میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم ہمیشہ ایک سکتے کی کیفیت میں رہے ہیں جبکہ ابلاغ عامہ کے شعبے میں ترقی کی نئی نئی جہتیں سامنے آئی ہیں اور شاید اہم بات یہ ہے کہ ہمیں خلا پر کنٹرول اور موزوں وقت کے حصول میں مشکل پیش آسکتی ہے تاہم انہوں نے ایم بی سی عربی چینل کی کامیابی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس سے "اسلامی سیٹلائٹ چینل" کی ضرورت واضح ہو جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ غیر اسلامی ملکوں کے ناظرین کو ایسے چینل کی ضرورت ہے اور اگر اس سلسلے میں فوری کارروائی نہ کی گئی تو خلا میں سیٹلائٹ کے لئے دستیاب جگہیں بھی گمراہ کن نظریات پھیلانے والے چینل حاصل کر لیں گے۔ واضح رہے کہ ترکی میں دو اسلامی چینل قائم ہو چکے ہیں اور کامیابی سے اپنی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔ ان چینلز کے حکام صالح یازجی اور اسماعیل قبلان نے خیال ظاہر کیا کہ خلاف شریعت عقائد و اقدار کے رد اور صحیح اسلامی عقائد کے فروغ کی خاطر "عالمی اسلامی چینل" قائم ہونا چاہئے اور اس سلسلے میں ترکی کے اسلامی چینلز کے تجربات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی کے شعبہ ابلاغ عامہ کے اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر حمدی حسن نے کہا کہ مواصلات کے شعبے میں حیرتناک اور تیز رفتار ترقی کے تناظر میں "اسلامی دعوت" کو انفرادی کام سمجھتے رہنا قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ مخالفین کوئی مافوق الفطرت لوگ نہیں البتہ بہت بڑی تنظیمیں ہیں۔ اب وقت ہے کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کے "کفر" سے متعلق پروپیگنڈہ کے جواب میں محض باتیں کرنا چھوڑ دیں اور فوری طور پر ایک عالمی اسلامی ٹی وی نشریاتی اسٹیشن قائم کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس کام میں تاخیر ناقابل ازالہ ہوگی۔

(روزنامہ مسلمان ...)

(رسالہ: کیبو... حکیم بنگلور)

انعمت علیھم

مکرم حمید اللہ صاحب افغانی سہارنپور (یو۔پی)

اللہ تبارک و تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے ہم کو نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم المرتبت شخصیت کی اُمت میں پیدا کیا۔ یہ ہستی خاتم الاخلاق بھی ہے اور خاتم النبیین بھی خاتم المرسلین بھی ہے۔ اور خاتم المرتبت بھی۔ اور محض اپنے فضل سے قرآن کریم جیسی عظیم کتاب بھی بخشی۔ بلکہ اس کو سمجھنے کی صلاحیت بھی عطا فرمائی۔ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کسی بھی نبی یا رسول کو سوائے محمد مصطفیٰؐ کے سورۃ فاتحہ جیسی دُعا عطا نہیں فرمائی۔ یہ فخر صرف اُمت محمدیہ کو ہی عطا کیا گیا۔ آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ سورۃ الحمد میں سات آیات ہیں ان کو ہر رکعت نماز میں پڑھتے ہیں ان آیات کو سبع مثانی کہتے ہیں اور یہی وہ قرآن عظیم ہے جو مجھ کو عطا کیا گیا۔ (بخاری)

سورہ فاتحہ کا نماز کی ہر رکعت میں پڑھا جانا ضروری ہے۔ ورنہ نماز نہیں ہوگی کیونکہ دُعا کے بغیر عبادت نہیں ہوتی اور سورہ فاتحہ دعا کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ جب مومن ایاک نعبد کے مقام پر پہنچتا ہے تو بے اختیار ہو کر کہتا ہے کہ مجھے اپنے پاس آنے کا قریب ترین راستہ بتا۔ الصراط المستقیم یعنی سیدھا رستہ چھوٹے سے چھوٹا رستہ ہوتا ہے۔ چونکہ چھوٹا راستہ خدا کی طرف جانے کا بھی ہوسکتا ہے اور جہنم کی طرف جانے کا بھی ہوسکتا ہے۔ اس لئے اس کی تشریح اگلی آیت میں کی ہے۔ کہ صراط الذین انعمت علیھم۔ منعم علیہ گروہ کا رستہ مجھے دکھا یعنی چھوٹا رستہ بھی ہو اور مجھ تک پہنچنے کا رستہ ہو اور مجھ سے دور لیجانے والا رستہ نہ ہو۔

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین انعمت علیھم کا بدل ہے۔ پس اس کے معنے یہ ہوئے کہ اُن منعم علیھم لوگوں کا رستہ بتا جو مغضوب نہیں ہوئے۔ اور جو ضال نہیں بن گئے کیونکہ منعم علیھم تو مغضوب اور ضال ہوا ہی نہیں کرتے پھر اس دُعا کے معنے کیا ہوتے؟ یہ دُعا اجتماعی اور قومی دُعا ہے اور ہر قوم ایک زمانے تک منعم علیھم ہونے کے بعد مغضوب علیھم یا ضال یا دونوں بن جاتی ہے۔

پس اس دُعا کا یہی مطلب ہے کہ ہماری ابتدا بھی منعم علیھم کی ہو اور ہماری انتہا بھی منعم علیہ کی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری قوم آہستہ آہستہ منعم علیھم سے بدل کر مغضوب ہو جائے یا ضال ہو جائے یہ مطلب نہیں کہ فرد مغضوب یا ضال نہ بنے بلکہ یہ مراد ہے کہ قوم مغضوب یا ضال نہ بنے۔ یہ دُعا آئندہ زمانے کے لئے ہے نہ کہ صحابہؓ کے زمانے کے متعلق۔ اور رسول کریمؐ نے بھی یہی معنی کئے ہیں کیونکہ جب آپ سے صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ مغضوب علیھم اور ضالین کون ہیں تو آپ نے فرمایا۔ یہود و نصاریٰ۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! جس طرح جوتی جوتی سے ملتی ہے اسی طرح میری قوم کے لوگ ایک دن ان پہلی قوموں کے نقش قدم پر چلیں گے۔ (ترمذی)

جہاں اس پیشگوئی نے خطرہ کا ایک پہلو پیش کیا ہے وہاں آدم کی اولاد کے لئے اُمید کی ایک کرن بھی پھینکی ہے کیونکہ دُعا ایسے امر کے لئے ہی کی جاتی ہے جو ممکن ہو غیر ممکن کے لئے دُعا نہیں کی جاتی خصوصاً قرآنی دُعا تو غیر ممکن کے لئے ہوتی ہی نہیں۔ انعمت علیھم کو مزید سمجھنے کے لئے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ کی مندرجہ ذیل عبارت بھی مددگار ثابت ہوگی۔ آپ معارف القرآن کی جلد اول صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"علم تفسیر کا پہلا ماخذ خود قرآن کریم ہے چنانچہ ایسا بکثرت ہوتا ہے کہ کسی آیت میں کوئی بات تشریح طلب ہوتی ہے تو خود قرآن کریم ہی کی کوئی دوسری آیت اس کے مفہوم کو واضح کر دیتی ہے۔ مثلاً سورہ فاتحہ کی دعا میں یہ جملہ موجود ہے کہ صراط الذین انعمت علیھم یعنی ہمیں ان لوگوں کے راستہ کی ہدایت کیجئے جن پر آپ کا انعام ہوا اب یہاں یہ بات واضح نہیں ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ لیکن ایک دوسری آیت میں ان کو واضح طور سے متعین کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

ومن یطع اللّٰہ والرسول فاُولٰئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اُولٰئک رفیقا۔ (سورہ نساء آیت ۶۹)

یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاءؑ صدیقین، شہداء اور صالح لوگ۔"

یہاں یہ بات قابل غور ہے جیسا کہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز کی کوئی رکعت مکمل نہیں ہوتی اور ہر رکعت میں انعمت علیھم کی دُعا بھی دہرائی جاتی ہے۔ اور آخر میں آمین بھی کہتے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا اقتباس میں مولانا ممدوح فرماتے ہیں کہ انعمت علیھم کی وضاحت سورہ نساء میں کی گئی ہے۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاءؑ صدیقین، شہداء، صالحین۔ کچھ مفسرین حضرات نے مذکورہ انعامات کو آخرت میں دیا جانا بتلایا ہے اور وہ بھی انعام یافتگان کی صرف رفاقت نصیب ہوگی۔ گویا رسول کریم محمد مصطفیٰؐ کی اُمت کو چاروں انعامات میں سے ایک بھی انعام نہیں ملے گا؟ حالانکہ سورہ فاتحہ میں انعمت علیھم جواب ہے مغضوب اور ضالین کا۔ اگر مغضوب اور ضالین کا سلسلہ جاری رہے گا تو یقیناً انعمت علیھم کا سلسلہ بھی جاری رہے گا اور اگر انعامات قیامت میں صرف "رفاقت" کی شکل میں ملیں گے تو پھر مغضوب اور ضالین بھی قیامت میں ہی ہوں گے ذرا سوچئے ؎

مغضوب اور ضالین کی آمد ہے مسلسل
انعمت علیھم کی ہوئی کب سے لڑی بند
ان سادہ مزاجوں سے کوئی اتنا تو پوچھے
فیضان خداوند بھی ہوتے ہیں کبھی بند
(آسی رہتاسی)

اللہ تعالےٰ سورۃ اعراف کے رکوع ۴ کی آیت صفحہ ۳۵ میں ارشاد فرماتا ہے:۔

"یبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم۔ الخ اے اولاد آدم کی اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے سناتے ہیں تم کو آیتیں میری تو جو کوئی ڈرے اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے وہی ہیں دوزخ میں رہنے والے وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

انعمت علیھم کی وضاحت سورہ نساء کی آیت ۶۹ میں کی گئی ہے۔ مگر مفسرین حضرات نے ان تمام انعامات کو قیامت میں پہنچا دیا۔ اور وہ بھی محض "رفاقت" ہوگی یعنی اُمت محمدیہ در حقیقت انعام یافتہ نہیں ہوگی؟ لہٰذا سورہ نساء کی مذکورہ آیت میں "النبیین" کا انعام فرمایا گیا ہے اور اس کی وجہ سے محض قیامت تک کا فرق مفہوم میں آ گیا ہے۔ لہٰذا سورہ اعراف میں آیت ۳۵ میں "النبیین" کی وضاحت فرما دی گئی ہے۔ کہ اے آدم کی اولاد چاہے وہ ازل میں رہی ہے یا قیامت تک ہوتی رہے گی سب کو بشارت دے دی گئی ہے اور نہ ماننے والوں کو ڈرایا بھی گیا ہے۔ البتہ جو لوگ ظالم ہو جائیں گے ان سے بادشاہت کا انعام اور نبوت کا انعام۔ دونوں انعام چھین لئے جائیں گے کیونکہ ظالمین کو اللہ تعالیٰ انعام دینے کا کوئی وعدہ نہیں کر رہا۔

قرآن کریم میں سورۃ البقرۃ میں ارشاد فرمایا گیا ہے:۔

"لا ینال عہدی الظالمین"

اب دوسرا پہلو ملاحظہ فرمائیں کہ "لوگ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کریں گے" اس کے لئے بھی سورہ اعراف کی آیت ۳۵ سے آگے پڑھیں دیسے تو یہ مضمون قرآن کریم میں کئی بار بیان کیا گیا ہے مگر میں صرف دو حوالے دے رہا ہوں

1۔ "پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا جھٹلائے اس کے حکموں کو"

اور مفتری کے بارے میں سورہ انعام کی آیت ۱۲۱ میں بھی ارشاد فرمایا گیا ہے :۔

2 "اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو بہتان باندھے اللہ پر یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو۔ بلا شک بھلائی نصیب نہیں ہوتی ظالموں کو" ترجمہ از شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور اس کے حاشیہ میں مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی تحریر فرماتے ہیں :۔

"یعنی نبی نہ ہو اور خدا پر افترا کر کے دعویٰ نبوت کر بیٹھے یا سچے نبی سے جس کی صداقت کے واضحہ دلائل موجود ہوں خدائی پیام سن کر تکذیب پر کمر بستہ ہو جائے۔ ان دونوں سے بڑھ کر ظالم کوئی نہیں ہو سکتا اور سنت اللہ یہ ہے کہ ظالم کو انجام کار کامیابی اور بھلائی نصیب نہیں ہوتی۔ پس اگر فرض کرو معاذ اللہ میں مفتری ہوں تو ہرگز کامیاب نہیں ہوں گا۔ اور تم مکذب ہو جیسا کہ دلائل سے ظاہر ہے تو تمہاری خیریت نہیں"

بہرحال جھوٹ بولنے والا کامیاب نہیں ہوا کرتا اور جھوٹ کا وبال یقیناً اس جھوٹ بولنے والے پر ہی پڑتا ہے اس کے اوپر اللہ تعالےٰ نے کسی کو وکیل یا داروغہ بنا کر نہیں بھیجا ہے۔

قرآن شریف بلا شک بے عیب کتاب ہے اگر کہیں کوئی کمی ہے تو ہمارے سمجھنے کی ہے بہرحال مسلمانوں کو مغضوب اور ضالین سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور انعمت علیہم حاصل کرنے کی دعا سکھلائی گئی ہے۔ اس میں دو رائے نہیں ہیں کہ مسلمان عملاً انعمت علیہم کا انکار کر چکا ہے۔ ظاہر ہے اس کے لئے صرف مغضوب اور ضالین کا راستہ ہی بچا ہے۔ رسول پاک نے فرمایا ہے کہ مغضوب اور ضالین سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں اس تعلق میں معارف القرآن جلد اوّل کی ایک عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں :۔

"قرآن مجید میں یہود و نصاریٰ کے شرک کا بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے :۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔ یعنی لوگوں نے (مغضوب اور ضالین نے۔ ناقل) اپنے دینی عالموں کو اپنا رب بنا لیا ہے" از معارف القرآن

ختم نبوت کا مسئلہ انتہائی اہم اور سنجیدہ مسئلہ ہے لیکن کیا قرآن کریم نے سورہ احزاب کی آیت ۴۱ یعنی "وہ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مُہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کے جاننے والا" کی تائید میں کوئی اور آیت پیش نہیں کی ؟

اب ذرا مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرمائیں کیا یہ آیات سورہ احزاب کی آیت ۴۱ کی تائید کرتی ہیں یا خلاف جاتی ہیں ؟ فیصلہ آپ خود کریں۔ بعد غور و فکر تطبیق فرمائیں۔

1۔ "اور تم کو نہیں پہنچتا کہ اللہ کے رسول کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے پیچھے کبھی البتہ یہ تمہاری بات اللہ کے یہاں بڑا گناہ ہے"

(سورہ احزاب آیت ۵۴)

2 "اے ایمان والو ! جب تم کان میں بات کہنا چاہو رسول سے تو آگے بھیجو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات۔ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا بہت مہربان ہے"

(سورہ مجادلہ آیت ۱۲)

3 "فرض کر دیا گیا ہے تم پر جب حاضر ہو تم میں موت بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال وصیت کرنا ماں باپ کے واسطے اور رشتہ داروں کے لئے انصاف کے ساتھ۔ یہ حکم لازم ہے پرہیزگاروں پر"

(سورہ بقرہ آیت ۱۸۱)

بہت ممکن ہے آپ کو مذکورہ آیات کے بارے میں بتلایا جائے کہ ان آیات کا حکم منسوخ ہے مگر ان آیات کی صرف تلاوت باقی ہے۔ بالفرض محال اگر ایسا ہے تو بات اور بھی اُلجھ جاتی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں پانچ سَو آیات منسوخ مانی جاتی رہی ہیں۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ بارھویں صدی تک ان میں سے چار سَو پچانوے (۴۹۵) آیات حل ہو چکی ہیں۔ مگر پانچ آیات ابھی منسوخ ہیں۔ جن کے بارے میں علماء حضرات کو اُمید ہے کہ "کوئی اللہ کا بندہ آئے گا ان کو بھی حل کرے گا" (معارف القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۸۵)

میری سمجھ میں اب تک یہ بات نہیں آتی ہے اگر یہ منسوخات اللہ کی طرف سے تھے تو یقیناً بندہ ان کو حل نہیں کر سکتا اور اگر بندہ بعد علم الٰہی ان کو حل کر سکتا ہے تو پھر ان کو "منسوخ" نام دیئے جانے کا مطلب کیا ہے ؟ سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ ہماری سمجھ میں ان آیات کا مطلب نہیں آیا۔

علامہ اقبال نے بھی شاید اسی لئے فرمایا تھا کہ

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبوت ختم ہو گئی ٹھیک ہے۔ نبوت ختم ہو گئی تو پھر ختم نبوت کے تحفظ کی ضرورت کیا ہے ؟ یا تو ہم نے نبوت کو سمجھا نہیں اگر نہیں سمجھا تو قرآن کی سورہ مائدہ آیت ۲۰ پر غور فرمائیں جس میں بتلایا گیا ہے :۔

"وہ وقت بھی ذکر کے قابل ہے جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو جبکہ اللہ تعالےٰ نے تم میں بہت سے پیغمبر بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا اور تم کو وہ چیزیں دیں جو دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیں"

ایک بات اور ذہن میں رکھیں کہ ہر نماز کو مکمل کرنے سے پہلے درود اکبر کا پڑھا جانا ضروری ہے یعنی اللّٰھم صل اور اللّٰھم بارک مفہوم یہ ہے یا اللہ ! محمدؐ اور آلِ محمدؐ کو وہ تمام سلامتیاں اور برکات عطا کر جیسی کہ ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ کو عطا فرمائیں۔ اللہ کے واسطے غور فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ :۔

(1) ۔ تمام نبیوں اور رسولوں میں افضل کون ؟ جناب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اگر پیدا نہ کیا جاتا تو کچھ بھی پیدا نہ کیا جاتا۔

(2) ۔ تمام آدم کی اولاد میں افضل ترین اُمت کون ؟ اُمت محمدیہ ! جس کو لوگوں میں سے بہترین اُمت کے طور پر پکارا گیا ہے۔

(3) ۔ مگر برکات اور سلامتیاں ہم ابراہیمؑ اور اولادِ ابراہیمؑ جیسی مانگ رہے ہیں اور وہ بھی محمدؐ اور ان کی اولاد کے لئے۔

(4) ۔ حالانکہ انعمت علیہم کا وارث اُمت محمدیہ کو بنایا گیا ہے۔

آخر میں آپ سے اتنی درخواست ضرور ہے اگر نبوت عذاب الٰہی ہے تو خدا نہ کرے وہ اُمت محمدیہ کو نصیب ہو اور اگر نبوت انعام الٰہی ہے تو خدا کرے نبوت کا انعام قیامت تک اُمت محمدیہ کو ہمیشہ ملتا رہے۔ آمین ثم آمین۔ قرآن کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو بلکہ عقل کے تالے کھول کر پڑھو اور سمجھو اور عمل کرو اللہ یقیناً متقیوں کو انعمت علیہم والی سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ کی فعلی شہادت نے بتلا دیا کہ نبوت انعام الٰہی ہے اور یہ وہ انعام ہے جو اُمت محمدیہ کو حاصل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کے طفیل اُمتی نبوت کا سلسلہ جاری ہے لیکن مستقل اور شریعت والی نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔

چنانچہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ فرماتے ہیں :۔

"میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحٰقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریمؑ سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴ تا ۲۵)

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ اگست ۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

تمام دنیا میں جماعتیں ایسے مستقل مراکز قائم کریں جہاں نئے آنے والے سارا سال تربیت پاتے رہیں

کسی ملک میں ضرورت ہو تو ایک سے زائد جگہ پر تربیت گاہیں مقرر کی جائیں

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون ٥

(سورۃ توبہ ۱۲۲)

ترجمہ:۔ اور مومنوں کے لئے ممکن نہ تھا کہ وہ سب کے سب (اکٹھے ہو کر تعلیم دین کے لئے) نکل پڑیں۔ پس کیوں نہ ہوا کہ ان کی جماعت میں سے ایک گروہ نکل پڑتا کہ وہ دین پوری طرح سیکھتے اور اپنی قوم کو واپس لوٹ کر (بے دینی سے) ہوشیار کرتے۔ تاکہ وہ (گمراہی سے) ڈرنے لگیں۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں نئے آنے والے احمدیوں کی تربیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ہر ملک میں ایک دائمی جاری رہنے والی تربیتی کلاس کا انتظام کرنے کی قرآن کریم نے ضرورت بیان فرمائی ہے۔ اور جب قرآن کریم ضرورت بیان فرماتا ہے تو وہ ضرورت حقہ ہوتی ہے۔ پس ایسی تربیتی کلاسیز میں جو لوگ شامل ہوں گے وہ جب دین سمجھ کر واپس جائیں گے تو بہترین داعی الی اللہ بنیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ اب صرف تبشیر کا ہی زمانہ نہیں ہے بلکہ اب انذار کا وقت ہے کہ جو لوگ شریر ہیں ان کو انذار کے پہلو سے بھی روشناس کروائیں آپ نے فرمایا کہ تمام دنیا میں تمام جماعتیں ایسے مستقل مراکز قائم کریں جہاں نئے آنے والوں کے کچھ کچھ نمائندے سارا سال تربیت پاتے رہیں

نیز فرمایا کہ لمبے لمبے تربیتی پروگرام نہیں بنانے سر دست چھوٹے چھوٹے پروگرام بنائیں مگر ایسے بنائیں کہ تفقہ کا حق ادا ہو جائے

حضور نے فرمایا کہ ان تربیتی کلاسوں میں اہم تبلیغی مسائل خوب اچھی طرح ذہن نشین کروانا چاہیئے۔ مسئلہ وفات مسیح کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے اس مسئلہ کی افادیت پر روشنی ڈالی

نیز فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں تربیت و تبلیغ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے رستہ میں ایسی حکمت کے ساتھ باندھ دیا ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا۔

اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ پس آپ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق بخشی ہے اب مزید انتظار کئے بغیر ان کی تربیت کا ایسا انتظام کریں کہ تفقہ فی الدین ان میں پیدا ہو جائے۔

نیز فرمایا کہ جماعت احمدیہ اس دور میں داخل ہو گئی ہے کہ اب کسی مزید التواء کا موقعہ نہیں رہا، کسی تاخیر کا ہمیں حق نہیں رہا اب لازم ہے کہ ہر ملک میں تربیت گاہیں قائم کی جائیں اور اگر کسی ملک میں ضرورت ہو تو ایک سے زائد جگہوں پر یہ تربیتی مراکز قائم کئے جائیں اور اس میں نئے آنے والوں کو بلایا جائے اور باری باری مختلف گروہ آتے جائیں اور سبق سیکھ کر واپس چلتے چلے جائیں۔ اور یہ تربیتی کلاس سارے سال جاری رہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے لئے صاحب علم مرد اور عورات اپنے آپ کو وقف کریں اور ہر جگہ عورتوں کے لئے بھی تربیتی مراکز ہوں اور مردوں کے لئے بھی تربیتی مراکز ہوں اس سے تربیت کے ساتھ تبلیغ کے تقاضے بھی پورے ہوتے چلے جائیں گے۔ نیز فرمایا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے ہم سے سلوک فرمایا ہے کہ ایک کو دو، دو کو چار اور چار کو آٹھ کرتا چلا گیا ہے، اب یہ دور اگر جاری رکھنے کی دل میں تمنا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے رخ کے مطابق چلنا شروع کریں اور یہ خدا کی تقدیر کا رخ ہے جو اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اس رخ میں چلیں گے تو خدا کی تقدیر ہمیشہ آپکے حق میں عجیب کام دکھائے گی اور ناممکن باتیں آپ اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھیں گے۔ پس ان باتوں پر عمل کریں۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ اگلے سال کے لئے خدا تعالیٰ کیسے کیسے عجائب آپ کے لیے بیٹھا ہے۔

حضور نے فرمایا اب دنیا کے سامنے ہم ایک چیلنج بن چکے ہیں دنیا سمجھتی ہے کہ یہ اتفاقی واقعات ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ تقدیر الٰہی ہے جو جماعت احمدیہ کو ایک نئے دور میں داخل کر چکی ہے۔ اس کے ہر سال کا موڑ پہلے سے بڑھ کر شاندار آئے گا۔ یہ وہ تقدیر ہے جو میں دیکھ چکا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ آئندہ اسی طرح جاری ہوتی چلی جائے گی۔

پس اس سفر کی تیاری اس شان سے کریں کہ ہر موڑ پر آپ کو خدا کے نئے کرشمے، نئے جلوے دکھائی دیں۔ اور ایسے جلوے ہوں جو دنیا کی آنکھوں کو چوندھیا دیں۔ مگر وہ انکار نہ کر سکیں۔

حضور نے مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ پس تمام دنیا کی جماعتیں اس مضمون کی روشنی میں ایسی جگہوں پر تربیتی مراکز قائم کریں جہاں ارد گرد کے علاقہ کے لوگوں کے لئے آنا ممکن ہو اور ایسا نظام جاری کریں کہ سارا سال یہ سلسلہ چلتا رہے۔ ان کے لئے وہاں رہائش کا انتظام ہو اور جب تک کوئی اچھی طرح سمجھ نہ جائے اس وقت تک اس کو ٹھہرائے رکھیں۔

حضور نے فرمایا کہ اس طرح اگر آپ کریا کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ کس طرح جماعت کو استحکام نصیب ہوتا ہے۔ ہر آنے والا آنے والے دور کے لئے خود تیاری کر رہا ہو گا۔ اور آپ کا مددگار ہو جائیگا۔ اور آپ کو نئے لوگوں کو تبلیغ کرنے کے لئے خالی چھوڑ دیگا اور اپنی قوم کو خود سنبھالیگا۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے حضور نے عالمگیر جماعت احمدیہ کو نہایت پرجلال الفاظ میں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ وہ پھیلنے والے سلسلے ہیں کہ تمام دنیا کے مولوی کی طاقت بھی اس راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ میں خدائے واحد و یگانہ کی قسم کھا کر آپکو بتاتا ہوں کہ اب ایسے دور آنے والے ہیں کہ مولوی تو تھر تھر کانپیں گے اور نامراد ہو کر دیکھتے رہ جائیں گے۔ اور کچھ نہیں کر سکیں گے۔ آپ نے آگے بڑھنا ہے اور بڑھتے چلے جانا ہے یہاں تک کہ آپکے قدموں کی دھمک اگلی صدی میں سنائی دی جائے گی۔ پس حوصلے اور یقین کے ساتھ اس سفر کو جاری رکھیں اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو

✻

ولادت

مورخہ ۲۳/۷/۹۴ کو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو بیٹا عطاء فرمایا ہے جو کہ قبل از پیدائش وقف ہے۔ اور حضور انور ایدہ اللہ نے نومولود کا نام ازراہ شفقت "مدثر احمد" تجویز فرمایا ہے۔

احباب کرام سے نومولود کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے (۲۵/- روپے اعانت بدر)

(مظفر احمد اقبال ابن حافظ سخاوت علی صاحب درویش مرحوم قادیان)

از دفتر مجلس مشاورت بھارت قادیان

سرکلر نمبر ۱ مورخہ ۶-۶-۹۴

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے امسال چھٹی مجلس مشاورت بھارت مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۴ء کو قادیان میں منعقد ہوگی اس سلسلہ میں قبل ازیں دو مرتبہ اخبار بدر میں اعلانات کئے جا چکے ہیں۔

سیدنا حضور ایدہ اللہ نے ۱۹۹۱ء کی شوریٰ میں ہندوستان کی جماعتوں کو مجلس شوریٰ کی روایات اور قواعد و ضوابط کی پوری پابندی کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی تھی لیکن ابھی تک جماعتوں کی اس طرف پوری توجہ نہیں ہو رہی۔ لہٰذا جملہ امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے کہ مندرجہ ذیل امور کی سختی سے پابندی کی جائے۔

۱۔ مجلس مشاورت میں پیش کی جانے والی تجاویز باقاعدہ اپنی اپنی جماعتوں کی مجالس عاملہ میں پیش کر کے منظور شدہ تجاویز مورخہ ۳۱ ر اکتوبر ۱۹۹۴ء تک دفتر مجلس مشاورت میں بھجوا دی جائیں۔ معینہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والی تجاویز قابل قبول نہیں ہونگیں۔ کیونکہ مرکز میں موصول ہونے والی تجاویز کو اُن سے متعلقہ انجمنوں اور ادارہ جات میں پیش کرنے کے بعد پھر صدر انجمن احمدیہ میں پیش کر کے انہیں فائنل شکل دی جاتی ہے۔ اور اس کے لئے کافی وقت درکار ہوتا ہے۔

۲۔ مجلس مشاورت میں بھجوائے جانے والے نمائندگان کی فہرست بھی ۳۱ ر اکتوبر ۱۹۹۴ء تک دفتر کو پہنچ جانی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں حسب سابق ہر بیس کی کسر پر ایک نمائندہ کا انتخاب بھی باقاعدہ اجلاس عام کے ذریعہ ہونا چاہیئے اس سلسلہ میں ملحوظ رہے کہ

(i)۔ نمائندہ صاحب الرائے ہونا چاہیئے

(ii)۔ شعار اسلامی کا پابند یعنی داڑھی رکھتا ہو۔ استثنائی صورت میں اجازت حاصل کی جائے۔

(iii)۔ طالب علم نہ ہو (۱۷) باقاعدہ اور باشرح چندہ دینے والا ہو اور بقایا دار نہ ہو۔

امید ہے امراء و صدر صاحبان اس بارہ میں وقت مقررہ کے اندر اندر کارروائی کر کے مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس مشاورت بھارت قادیان)

جلسہ سالانہ قادیان

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶-۲۷-۲۸ ر فتح (دسمبر) ۱۳۷۳ ہش (۱۹۹۴ء) کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے احباب کرام اس عظیم الشان روحانی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں اور دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بہت بابرکت فرمائے۔ آمین

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

طالبِ دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN :- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC
19 A, JAWAHARLAL NEHRU ROAD
CALCUTTA - 700081

ارشادِ نبوی ﷺ
اِحْفَظْ لِسَانَكَ
تو اپنی زبان کی حفاظت کر
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ ـ مینگو لین کلکتہ ـ ۷۰۰۰۰۱

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ـ ربوہ ـ پاکستان
PHONE:- 04524 - 649
پروپرائیٹر
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516

FOR DOLOO SUPREME
CTC TEA IN 100 GMS & 200 GMS POUCHES.
Contact :- TAAS & CO
P 48. PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072
PHONES _ 263287, 279302

C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

NEVER BEFORE

THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SOLIGHT
Soniky
HAWAI
A Treat for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA - 15

YURA
QUALITY FOOT WEAR
یارانی پولیمرز
کلکتہ ـ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبر:-
43-4028-5132506